

ماہنامہ
الاجازۃ
جرنی
اپریل 2023ء
جلد نمبر 24 شماره نمبر 04



الصوماء افاننا الحی



روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوتا ہوں (بخاری۔ کتاب الصوم)

ترکیہ میں آنے والے ہولناک زلزلہ (فروری 2023ء)
ہیومنٹیٹی فرسٹ جرمنی کی فوری طور پر پہنچنے والی مختلف امدادی ٹیمیں



ترکیہ کے وزیر صحت جناب ڈاکٹر Fahrettin Koca صاحب ہیومنٹیٹی فرسٹ کی میڈیکل ٹیم کے درمیان



وزارت خارجہ جرمنی کی نمائندہ برائے تحفظ انسانی حقوق محترمہ Luise Amtsberg اور جرمنی کے شہر Kiel کے لارڈ میئر جناب Ulf Kämpfer صاحب ترکیہ میں ہیومنٹیٹی فرسٹ میڈیکل ٹیم کے ساتھ



Constructor group کا چارٹرڈ طیارہ اور ہیومنٹیٹی فرسٹ جرمنی کی ٹیم ترکیہ میں ہوائی اڈے پر



حقیقی عید

عید کے تصور سے ہر چھوٹے بڑے کے دل میں خوشی کے چراغ جلنے لگتے ہیں اور بچے تو اس دن کے انتظار میں دن گنتے ہیں۔ چاند دیکھتے ہی ان کے دلوں میں پھول کھلنے لگتے ہیں۔ ان کے لیے عید کا تصور عیدی ملنے، بیٹھے کھانے، رنگ برنگے نئے کپڑے، مختلف کھیلیں کھیلنے، اچھلنے کودنے کا نام ہے۔ جبکہ بڑے نمازوں کی ادائیگی، ملنے ملانے اور نماز عید کے انتظامات میں مصروف ہوتے ہیں تو خواتین گھروں میں انواع و اقسام کے کھانے تیار کر رہی ہوتی ہیں۔ غرض ہر طرف گہما گہمی اور خوشی کا سماں ہوتا ہے مگر خدا کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس بابرکت اور وصال الہی کے مہینے کے ختم ہونے پر کسی حد تک ملول بھی ہوتے ہیں کہ ان کے لیے محبوب سے وصال کے لمحات جتنے لمبے ہو جائیں اتنے ہی پرکیرف ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی ساری زندگی رمضان کا منظر پیش کرتی ہے۔ لیکن چونکہ محبوب کا حکم ہے کہ اب وہ عید منائیں اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں تو وہ محبوب کا یہ حکم بھی ماننے کی خاطر عید مناتے ہیں چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دیکھے۔“ (سنن ترمذی، کتاب الادب)

تحدیثِ نعمت کا یہی مضمون بیان کرتے ہوئے امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے کہ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔“

تحدیثِ نعمت کے یہی معنی نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہئے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 267)

خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو اس راہ میں خرچ کیا جائے اور اس کے دوسرے بندوں میں بانٹی جائیں۔ یہ امر اس نعمت کی خوشی کو دوبالا کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں ہمیشہ یاد دہانی کروا تا رہتا ہوں کہ اپنے غریب ہمسایوں اور بے کس اور مفلوک الحال لوگوں کی عید بنائیں تب آپ عید مناسکیں گے۔“

جب ان کی عید بنائیں گے تو آپ کی عید بھی اللہ بنا دے گا۔“ (خطبات طاہر جلد اول صفحہ 331)

ان تمام امور کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے اُن پیاروں کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو پاکستان کی جیلوں میں پابند سلاسل اسیرانِ راہِ مولیٰ ہیں، جیلوں میں جو اسیر ہیں وہ تو ہیں ہی، اس وقت تو پاکستان کے سارے احمدی ہی عملاً اسیری کی حالت میں ہیں۔ ان کے لئے ہماری درد بھری دعاؤں کا تحفہ ہی حقیقی اور دائمی تحفہ ہے۔ اسی طرح حضور انور ﷺ کے خطبات کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ تمام دعائیں بھی کریں جن کی حضور انور تحریک فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

فہرست مضامین

- 04 قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
- 05 تبرکات: الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا أُجْزِيْ بِهٖ
- 06 نظم: پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
- 07 خطبہ جمعہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے
- 13 ربوہ میں رمضان کی کچھ یادیں
- 16 منظوم کلام: خوش ختی ہماری ہے کہ پھر آیا ہے رمضان
- 17 گزشتہ اقوام میں روزہ اور موجودہ حالت
- 25 اعتکاف اور اس کے مسائل
- 27 مختلف مذاہب میں عید کے تہوار
- 31 کمپنی ONE کے بانی مکرم مجیب اعجاز صاحب کے ساتھ انٹرویو
- 37 ”کیا حرف و بیباں میں ہے تاثیر، نظر آئی“
- 38 اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی
- 39 مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمتِ خلق است
- 41 جماعتی سرگرمیاں: تقریبات صد سالہ جوہلی جماعت احمدیہ جرمنی
- 43 نسل پرستی کے خلاف جماعت احمدیہ جرمنی کی مساعی
- 44 تاریخ جرمنی
- 45 ملکی و عالمی خبریں
- 46 دلچسپ سائنسی خبریں: محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
- 47 بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات و وفات و دعائے مغفرت)

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ و آگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن میشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرورق

فیروز ادیب اکمل

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینجر

سید افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیا گڑھی، منور علی شاہد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,

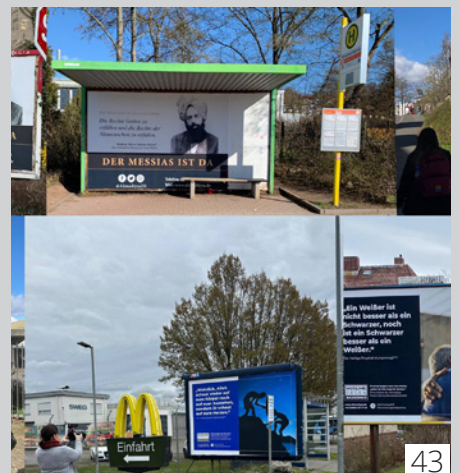
60437 Frankfurt am Main, Germany

Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT

HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN



قَالَ اللَّهُ

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

(البقرہ: 186)

تم سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی

قَالَ النَّبِيُّ

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ، فَتُفْتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ،
وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ.

(مسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

قَالَ الْمُسْلِمُونَ

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 جدید ایڈیشن)

الصوم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبثّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تحلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔“ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 123-122 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”روزہ جو بہ نسبت دیگر عبادات کے ایک عمدہ عبادت ہے جس سے مومن متبع انوار الہی کو حاصل کر سکتا ہے اور مکالمات الہی کا تجلی گاہ ہو سکتا ہے جیسا کہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے کہ الصَّوْمُ رُحِي وَ اَنَا اُجْزِي بِه (بخاری- کتاب الصوم) یعنی بصیغہ مجہول ترجمہ روزہ مومن کا خاص میرے ہی لیے ہوتا ہے جس میں ریا وغیرہ کو کچھ دخل نہیں اور اس کی جزا میں خود ہو جاتا ہوں۔ یا اَنَا اُجْزِي بِه بصیغہ معروف کہ میں بلا وساطت غیرے خود اس کی جزا دیتا ہوں وغیرہ من الاحادیث الصحیحہ۔ یہ احادیث اس امر پر صریح دال ہیں اور سر اس میں یہی ہے کہ انسان روزے میں فجر سے لے کر شام تک تینوں خواہشوں، کھانے، پینے، جماع سے رُکارتا ہے اور پھر اس کے ساتھ اپنے آپ کو ذکر الہی، تلاوت، نماز، درود شریف کے پڑھنے میں مشغول رکھتا ہے تو پھر اس کی روح پر عالم غیب کے انوار کی تجلی اور ملاءِ اعلیٰ تک اس کی رسائی کیونکر نہ ہوگی۔“ (خطبات نور صفحہ 230)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”دورانِ رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے یہ فائدہ تو صحتِ جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”بھوکا تو وہ بھی رہتا ہے جو جنگل میں راہ گم کر دیتا ہے اور کئی کئی دن تک اسے کھانے کو نہیں ملتا لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صائم نہیں ہوتا۔ پس محض بھوکا رہنا انسان کو روزہ دار نہیں بناتا بلکہ وہ بھوکا رہنا اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے جس میں انسان دو پہلو اختیار کرتا ہے۔ ایک شہوتِ نفس سے بچنے کا پہلو جو ایک عام Symbol (سمبل) اور علامت ہے اور جس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ہر قسم کی آفاتِ نفس سے بچنے کی کوشش کرو اور دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو اس لیے اللہ تعالیٰ کی تدبیر نے بھوکے رکھے ہیں کہ وہ بھوکے رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں ان کے پیٹ بھرنے کے لیے سعی اور کوشش کی جائے۔“ (خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 956، خطبہ جمعہ 7 نومبر 1969ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”روزے کا اللہ تعالیٰ خود جواب ہے وہ خود اس کا پھل ہے... فرمایا اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو روزے کی عبادت اختیار کرو یہ کامل عبادت ہے۔ اس عبادت کے بعد تم سب سے اعلیٰ جنتیں حاصل کر لو گے۔ اور وہ میری رضا کی جنتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی عبادت بھی ایسی متصور نہیں ہو سکتی جو ساری عبادتوں کی جامع ہو سوائے روزے کے۔ اس میں ہر چیز آ جاتی ہے۔ بدنی، جسمانی، جذباتی، روحانی۔ غرض عبادت کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو روزے میں نہ آتا ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ خود روزے کا مقصود بن جاتا ہے۔“ (خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 324، خطبہ جمعہ 10 جون 1983ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ روزے کی میں جزا دوں گا تو ویسے بھی ہر عمل کی جزا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن دوسرے سارے عمل ایسے ہیں جن میں یہ نیکیاں ہیں، جائز باتیں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا برائیاں ہیں جن سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ لیکن رمضان میں روزہ رکھ کر ایک مومن ناجائز باتوں سے تو رک ہی رہا ہوتا ہے، بعض جائز باتیں بھی خدا کی خاطر چھوڑ رہا ہوتا ہے۔ اور پھر عام حالات کی نسبت پہلے سے بڑھ کر نیکیاں کر رہا ہوتا ہے۔ نیکیاں کرنے کی توفیق پا رہا ہوتا ہے۔ پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بُرائی کا جواب بھی اللہ کی خاطر نیکی سے دے رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر بھی بے حساب رکھا ہے یہ سوچ کر کہ تم میری خاطر کچھ عمل کر رہے ہو یا کرو گے تو میں اس کا اجر بے حساب دوں گا۔“ (خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 599، خطبہ جمعہ 7 اکتوبر 2005ء)

پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

ہائے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا لیا
شرط تقویٰ تھی کہ وہ کرتے نظر اس وقت پر
کیا وہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے علم کے
اس قدر ظاہر ہوئے ہیں فضل حق سے معجزات
پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا
اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
یا الہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
زلزلوں سے ہو گئے صدا ہا مساکن مثل غار
شرط یہ بھی تھی کہ کرتے صبر کچھ دن اور قرار
کیا نہ تھی آنکھوں کے آگے کوئی رہ تار یک و تار
دیکھنے سے جن کے شیطان بھی ہوا ہے دلفگار
دیکھ کر سو سو نشاں پھر بھی ہے توہیں کاروبار
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار
خاک میں ہوگا یہ سرگر تو نہ آیا بن کے یار
کشتی اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار
چھا رہا ہے ابر یاس اور رات ہے تاریک و تار
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہوویں رستگار

انتخاب از درثمین ”مناجات اور تبلیغ حق“



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ کی زبان مبارک سے

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جولائی 2015ء کا مکمل متن

میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے تمام لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ بغیر کسی عمل کے ان کو اس رحمت سے حصہ مل رہا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں یوں فرمایا ہے کہ: ”اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنی صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی یہ صفت قانون الہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے کہ اول قانون الہی ہو اور قانون الہی کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا ہو اور پھر یہ صفت ظہور میں آتی ہے اور اپنا تقاضا پورا کرنا چاہتی ہے۔“ (جنگ مقدس روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 207)

پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے ان پر رحم کرتا ہے لیکن جب قانون الہی سے تجاوز کرنے پر انسان غضب یا سزا کا مورد بنتا ہے۔ چھوٹی موٹی غلطیوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کرتا چلا جاتا ہے لیکن جب انتہائی حد سے بڑھنا شروع کر دے تب پھر خدا تعالیٰ کی عدل کی صفت یا

لیکن کیا ہم نے ان دنوں کے فیض سے فیض بھی پایا ہے؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات اور ارشادات بغیر کسی شرط کے نہیں ہوا کرتے۔ ان کے ساتھ بعض شرائط ہوتی ہیں۔ پس ان دنوں کی رحمت سے فیض پانے کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں اور ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے حصہ لینے کی بھی کچھ شرائط ہیں اور جہنم سے نجات کے لئے بھی کچھ شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے۔

پس ہمیں ان چیزوں سے فیض پانے کے لئے ان باتوں کی تلاش کی ضرورت ہے جن سے ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے اس کے فضلوں کے مورد بنیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بارے میں بعض مفسرین دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ایک قسم تو رحمت کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان کے ہوتی ہے۔ انسان اس کو حاصل کرنے کے لئے کوئی خاص تردد یا کوشش نہیں کر رہا ہوتا۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: 157) کہ

تَشْتَدُّ وَتَعُوذُ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بائیس روزے گزر گئے یا بائیسواں روزہ گزر رہا ہے اور یوں ہم رمضان کے آخری عشرہ میں ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ایک ارشاد کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے عشروں میں سے گزرتے ہوئے جہنم سے نجات دلانے والے عشرہ میں سے گزر رہے ہیں۔

(الجامع الشعب الايمان كتاب الصيام باب فضائل شهر رمضان جلد 5 صفحہ 224 مکتبہ الرشید طبع 2004ء حدیث نمبر 3336)

پس یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ موقع نصیب فرمایا۔ لیکن ایک مؤمن جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف بھرا ہوا ہے، وہ صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتا کہ یہ دن یا عشرے جو اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے میری نجات کا سامان بن گئے۔ یہ دن بے شک رحمت مغفرت اور جہنم سے نجات کے دن ہیں

جو دوسری صفت ہے وہ کام کرتی ہے لیکن عموماً اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ بعض دفعہ عدل کا یا قانون الہی کو توڑنے کا تقاضا ہوتا ہے کہ سزا ملے لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی رحم کرتے ہوئے بخش دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کیفیت مومنوں کے لئے نہیں ہے۔ جو حقیقی مومن ہیں ان کا مقام کچھ اور ہے۔ ایمان کا تقاضا تو ان ایمانی حالتوں کو درست رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرنا ہے۔ اور سب کوششوں کے باوجود کسی بشری کمزوری کی وجہ سے گناہ سرزد ہو جائے تو پھر اگر حقیقی ایمان ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس گناہ کو

بھی سکتا ہے۔ تو فرمایا کہ ”تو رحمت الہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے اور اس غضب کو اپنے اندر مجھب و مستور کر دیتا ہے۔“ اسے چھپا دیتا ہے۔ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ ”یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ عَذَابٌ أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: 157)۔ یعنی رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي“۔ (تحفہ غزنیہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 537) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) میری رحمت غضب پر حاوی ہوگی۔

سے دیئے گئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان لوگوں کے قریب ہے جو جان بوجھ کر گناہ کرنے والے نہیں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو اپنے گناہوں کی سزا کے خوف سے ہمیشہ پکارتے رہتے ہیں اور اپنے گناہوں کی سزا کے خوف سے اس کی یاد دل میں رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو جان بوجھ کر گناہ کرنے والے نہیں ہیں بلکہ انجانے میں اگر کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے پکارتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ وہ

پس اگر دعائیں قبول کروانی ہیں تو پھر محسن بننا ضروری ہے

ڈھانک لیتی ہے نہ کہ جیسا کہ میں نے پچھلے کسی خطبے میں کہا تھا کہ انسان گناہوں پر دلیر ہوتا چلا جائے اور یہ کہتا رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے، کوئی پرواہ نہیں۔ تو یہ باتیں خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والی ہیں۔ اس بات کو واضح فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح اس کے غضب کو ڈھانک لیتی ہے۔ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

پس مجرموں کو بھی ان کے توبہ استغفار سے اللہ تعالیٰ بخشتا ہے۔ جو بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں ان کے لئے سزا مقدر ہو جاتی ہے ان کو بھی بخش دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے مجرموں کو بھی جن پر عذاب لازم ہو گیا جب وہ زاری کریں تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے بلکہ بعض پر عذاب کی اپنے فرستادوں کو خبر بھی دے دیتا ہے (جیسا کہ میں نے کہا) لیکن پھر مجرم کی زاری جو ہے، اس کا تضرع ہے، اس کا رونا بیٹنا ہے، استغفار کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ لیتا ہے۔ تو بہر حال مومن کا یہ مقام نہیں ہے کہ پہلے قانون الہی سے بغاوت کرے اور

دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اس پر کوئی زبردستی نہیں ہے، نہ کوئی کر سکتا ہے کہ ضرور بالضرور اس نے ہماری دعائیں قبول کرنی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رحم محسنین کے ساتھ ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ ہے، ان پر ہوتا ہے جو تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو دوسروں سے نیکیاں کرنے والے اور ان کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ پس اگر دعائیں قبول کروانی ہیں تو پھر محسن بننا ضروری ہے اور محسن کے ان معنوں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے محسن بننا ضروری ہے۔ پس یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ عام

’’وعید میں دراصل کوئی وعدہ نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدوسیت کی وجہ سے تقاضا فرماتا ہے کہ شخص مجرم کو سزا دے اور بسا اوقات اس

آہ وزاری کرنے والے کے گناہ بخشتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے اور ان پر رحمت اور فضل کرتا ہے

تقاضے سے اپنے ’’مہمین کو اطلاع بھی دے دیتا ہے‘‘۔ پھر آہ وزاری کرے اور پھر رحمت تلاش کرے۔ مومنوں یعنی اپنے فرستادوں کو، انبیاء کو جن پر الہام کرتا ہے ان کو بتا دیتا ہے کہ فلاں شخص دلیر ہوتا جا رہا ہے اس کو میں سزا دینے والا ہوں لیکن پھر کیا صورت ہوتی ہے۔ ’’پھر کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کے ساتھ مشروط جب شخص مجرم توبہ اور استغفار اور تضرع اور زاری سے اس تقاضا کا حق پورا کر دیتا ہے تو رحمت الہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے‘‘۔ بعض دفعہ اطلاع بھی ہو جاتی ہے، سزا بھی مل جاتی ہے، مقدر ہو جاتی ہے، فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ شخص جس کے بارے میں فیصلہ ہے توبہ کر رہا ہے، استغفار کر رہا ہے تو پھر سزا سے بچ

پھر آہ وزاری کرے اور پھر رحمت تلاش کرے۔ مومنوں کے بارے میں دوسری مثال ہے۔ اور دوسری قسم کی رحمت اعمال کے ساتھ مشروط ہے اور اس کا وعدہ نیک کام کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کے ساتھ مشروط ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ تَقْضٰى كَاقْتِصَاصٍ لِّمَنْ اٰتٰهُنَّ اَلْحَقَّ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى الْفٰسِقِيْنَ (الاعراف: 57) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔ محسن کے معنی ہیں جو دوسروں سے نیک سلوک کرے۔ تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ علم رکھنے والا ہو۔ تمام شرائط کے ساتھ اس کام کو پورا کرنے والا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف

نیکیاں کر کے انسان محسن نہیں بن سکتا بلکہ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے اپنے اعمال کو اعلیٰ معیاروں تک لے جانا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جو محسن کی تعریف فرمائی ہے اس کو اگر انسان دیکھے تو خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ کیا ہماری عبادتوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ ہر کام کرتے ہوئے جو بھی کام ہم کر رہے ہیں ہماری یہ حالت ہوتی ہے جو آنحضرت ﷺ نے تعریف فرمائی ہے۔ اور وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ محسن وہ ہے جو ہر نیک کام کرتے ہوئے یہ دیکھے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ بات سامنے رکھے۔ یا کم از کم خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا

ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان، و علم الساعة حدیث نمبر 50)

اب یہ حالت ہماری عبادتوں کی بھی ہو اور ہمارے دوسرے کام سرانجام دیتے وقت بھی ہو تو کبھی غلط کام ہو ہی نہیں سکتا۔ کبھی تقویٰ سے ہم ادھر ادھر ہو ہی نہیں سکتے۔ کبھی کسی کے ساتھ برا سلوک کر ہی نہیں سکتے۔ کبھی کسی کا حق مار ہی نہیں سکتے بلکہ کسی کو نقصان پہنچانے اور اس کا حق مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پس اسلام کے احکامات تو ایسے ہیں کہ کسی طرف سے بھی ان پر عمل شروع کریں یا اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو پکڑیں یا اس کے

پیدا کرنے کا مستقل ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور بناتے ہیں۔ پس ہمیں اس رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے اور کوشش کرنی چاہئے جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے نہ کہ عارضی اور وقتی طور پر سزا سے بچالے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ہم پہلی حالت میں آجائیں۔ اس ایک لفظ رحمت میں آنحضرت ﷺ نے ہماری زندگی کے لئے لائحہ عمل کا ایک خزانہ عطا فرمایا کہ رمضان کے پہلے دس دن میں اس رحمت کی تلاش کرو اور جب یہ رحمت تلاش کر لو تو پھر یہ عہد کرو کہ اس کو ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ ایک مومن کے لئے

گے۔ اور جب یہ ہوگا تو پھر ہمیں نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ دیتا چلا جائے گا۔

ایک مومن کے لئے مغفرت کی حقیقت کیا ہے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہئے اور کس طرح استغفار کرنی چاہئے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غُفْر سے

اس کی رحمت سے اگر مستقل حصہ لینا ہے تو استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرو

رسول ﷺ کے کسی بھی حکم کو دیکھیں یا ارشاد کو دیکھیں تو وہ سب کو گھیر کر اکٹھا کر کے ہمیں جس طرف لے کے جائیں گے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ ہم خواہش تو بہت کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں بھی قبول ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھی وارث ہوں اور اس کے مورد بنیں لیکن ان کے حصول کے لئے ہم اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے یا اکثریت ہم میں سے نہیں کرتی یا باقاعدگی سے ہم کوشش نہیں کرتے جو ایک مومن کو کرنی چاہئے۔ ہم اس بات پر تو خوش ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے عشرے میں سے ہم

دس دن کی تربیت پھر اگلے راستے دکھائے گی۔ لیکن کیونکہ شیطان ہر وقت ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے جو اپنے کاموں میں مصروف ہے، ورنہ لانے کے کام میں مصروف ہے، نیکیوں سے ہٹانے کے کام میں مصروف ہے اس لئے اس رحمت کو حاصل کرنے کے بعد اس پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے اور یہ مدد حاصل کرنے کے لئے ہم نے کیا طریق اختیار کرنا ہے۔ فرمایا کہ اگلے دس دن پھر اللہ تعالیٰ کی اس مدد اور طاقت کو تلاش کرو تاکہ تمہارے عمل مستقل عمل بن جائیں اور وہ طاقت ہے استغفار۔ آپ نے فرمایا کہ دوسرا عشرہ مغفرت کا عشرہ

لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُسْتَعْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ جو استغفار کرنے والا ہے اس کی جو فطرتی کمزوریاں ہیں ان کو ڈھانک لے اور مستقل استغفار سے پھر اللہ تعالیٰ ڈھانک بھی لیتا ہے۔ فرمایا کہ ”لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچا دے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ

استغفار کرنا بہت ضروری ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ سے طاقت پکڑے اور شیطان سے ہمیشہ بچا رہے

گزرے لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ اس رحمت کے حصول کے لئے ہم نے کیا کیا یا ہمیں کیا کرنا چاہئے تھا۔ کیا ہم ان گناہگاروں اور جرائم پیشہ کی طرح رہے جو وقتی آہ وزاری کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کر کے اس سزا سے بچ گئے جو کسی کو کسی خاص جرم کی وجہ سے ملنی تھی یا بعض جرائم کی وجہ سے ملنی تھی۔ یا ہم محسنین میں شمار ہو کر اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھالنے والے بننے کی کوشش کر رہے ہیں جو ہمیشہ تقویٰ پر قائم رہنے کا عہد کرتے ہیں، جو ہمیشہ دوسروں کے ساتھ نیکیاں بجالانے کا عہد کرتے ہیں، جو رمضان کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں

ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ آہ وزاری کرنے والے کے گناہ بخشے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے اور ان پر رحمت اور فضل کرتا ہے۔ لیکن مومن وہ ہے جو اس ستاری اور رحمت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے جس کا اظہار اس کی عبادتوں سے بھی ہو اور دوسرے اعمال سے بھی ہو اور مستقل استغفار کرتے ہوئے ہو۔ اپنے اعمال پر نظر ڈالتے ہوئے ہو۔ اور جب یہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہمیں اپنی لپیٹ میں لیتی چلی جائے گی۔ اس کی رحمت کے دروازے ہم پر کھلتے چلے جائیں

نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قوی اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے۔ یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا اور جس طرح بنایا اس کو اپنے خاص سہارے سے محفوظ رکھنے والا بھی ہے۔ وہ قیوم بھی ہے۔ ”پس جب خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کے لئے لازم ہے جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی

پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاؤے۔“ (عصمت انبیاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 671) پس انسان کے لئے ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے۔ اس بگڑنے سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی قیومیت سے حصہ لینے کے لئے اپنی روحانی حالتوں کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ استغفار کرو۔

پس رمضان میں جو ہمیں مغفرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو اس روح کو سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس کی رحمت سے اگر مستقل حصہ لینا ہے تو

اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اجر کے تو نہیں چھوڑتا۔ بڑا دیالو ہے۔ بڑا دینے والا ہے

استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرو۔ خدا تعالیٰ جو ان دنوں میں اپنے بندوں پر خاص مہربان ہوتا ہے اس کی رحمت کے دونوں فیض جاری ہیں۔ ایک عام فیض جس سے مومن اور غیر مومن سب حصہ لیتے ہیں اور ایک خاص فیض جو محسنین کے ساتھ مخصوص ہے اس سے بھی ہم حصہ پانے والے ہوں کہ اس فیض سے حصہ لینے کے لئے جو محسنین سے مخصوص ہے جہاں ایک مومن نیکوں کے بجالانے کے لئے طاقت پکڑنے کی کوشش کرے وہاں استغفار سے اللہ تعالیٰ کی روشنی سے روشنی لے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت پکڑے تاکہ کبھی اللہ تعالیٰ کی روشنی سے محروم

پس اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اس دنیا اور اگلے جہان میں جنت کما رہا ہوتا ہے

ہو کر اندھیروں میں نہ بھٹکنے لگے یا اللہ تعالیٰ کی طاقت سے بے فیض ہو کر شیطان کی جھولی میں نہ جا کرے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طاقت ساتھ نہ ہو تو شیطان کے حملے بڑے سخت ہیں۔ وہ فوراً اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس لئے استغفار کرنا بہت ضروری ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ سے طاقت پکڑے اور شیطان سے ہمیشہ بچا رہے۔

پس فرمایا کہ انسان فطرتاً کمزور ہے اور اس کمزوری سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت لینے کے لئے استغفار ضروری ہے۔

ہوئی روشنی اور طاقت ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں لے جانے والی ہوگی، ان شاء اللہ۔

آنحضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے بچانے کا عشرہ ہے تو جب انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں بھی لپٹ جائے، اس کی مغفرت سے روشنی اور طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے، اس کی روشنی سے حصہ لے لے اور اس کی طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے تو ظاہر ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اجر کے تو نہیں چھوڑتا۔ بڑا دیالو ہے۔ بڑا دینے والا ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کو اپنی نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو اپنے اوپر ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہے اس کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام قیوم رکھ کر اس طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ اس کی یہ صفت ہے کہ نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے ہمیشہ حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت قیومیت ہی بتا رہی ہے کہ تم نے اگر ہمیشہ کسی چیز کو جاری رکھنا، قائم رکھنا ہے تو تمہیں بہر حال

کے لئے نیکیاں بجالا رہا ہو یا بجالانے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ صرف اتنا نہیں فرماتا کہ اچھائیں تمہیں جہنم میں نہیں ڈالوں گا۔ جہنم سے تم بچ گئے بلکہ جہنم سے بچانے کا عشرہ فرما کر آپ ﷺ نے اصل میں ہمیں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کرنے والوں سے راضی ہو کر اپنی جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ جو دوزخ کے دروازے رمضان کے آنے پر بند کئے گئے تھے۔ (سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی فضل شھر رمضان حدیث نمبر 682)

اگر مستقل اس کی مغفرت طلب کرتے رہو گے، استغفار کرتے رہو گے، نیکیوں پر دوام حاصل کرنے کے لئے

میرے سہارے کی ضرورت ہے۔ میری طرف آؤ۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سہارے کو کبھی نہ چھوڑو جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، قائم کرتا ہے اور سب سے مضبوط سہارا ہے۔ پس ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ درمیانی عشرہ کے مغفرت کا عشرہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں جتنی استغفار کرنی ہے کر لو اور تم نے اتنا کرنے سے اپنے مقصود کو پالیا۔ بلکہ اس طرف ہمیں آنحضرت ﷺ نے توجہ دلائی ہے کہ رمضان آیا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہوا۔ تمہاری توجہ بھی روزوں اور دعاؤں کی طرف ہوئی

اور ان پر قائم رہنے کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہو گے تو جہنم کے دروازے صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ ان تیس دنوں کی عبادات اور عہد اور حقوق کی ادائیگی اور توجہ اور استغفار کی مستقل عادت جہنم کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دے گی۔

جنت اور جہنم کی حقیقت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مذہب سے غرض کیا ہے؟ بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفاتِ کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل

تو اب اپنی نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستقل حصہ لینے کے لئے اپنی فطری کمزوریوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہوئے اس کی پناہ میں آؤ اور یہ کوشش کرو کہ یہ حالت مستقل ہو جائے۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے اکثر اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتے ہوئے دوسرے عشرے میں سے گزر رہے ہوں یا گزرے ہوں۔ عشرہ تو ختم ہو گیا۔ اور اب اس سوچ کے ساتھ تیسرے عشرے میں بھی داخل ہو رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی

ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا۔ اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انوار و اقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا۔ (چشمہ سبھی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 352)

پس اس نکتے کو ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جہنم سے نجات بھی اس دنیا سے شروع ہوتی ہے اور جنت کا ملنا بھی اس دنیا میں ہوتا ہے اور ان دونوں کے جو وسیع اثرات

جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف برائیوں سے روکتا ہے اور انسان جب برائیوں سے روکتا ہے تو اس دنیا میں بھی جہنم سے بچ گیا اور جو بدیوں کی طرف دوڑنا ہے، بدیاں کرنا ہے، اس سے کوئی بدی کرنے والا سکون نہیں پاتا۔ کہیں نہ کہیں اس کو اضطراب رہتا ہے، کوئی بے چینی رہتی ہے اور انسان کی بدیاں کرنے کے بعد جو یہ حالت ہے یہ خود ایک جہنم ہے۔ فرمایا ”لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے۔“ (وہ تو فوری طور پر بچ گیا جو خدا تعالیٰ کا خوف کرنے والا ہے) ”جو

خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا اس سے وفار کھنا ہی جنت ہے اور اس سے دور جانا جہنم ہے

ہیں، جو مختلف حالتوں اور رنگوں میں انسان کو ملتے ہیں یا ملتے ہیں وہ اگلے جہان میں ملتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق، توبہ استغفار انسان کو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دیتا ہے جس کے وسیع تر انعامات جیسا کہ میں نے کہا اگلے جہان میں ملیں گے۔ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور محبت اور اس کی رحمت اور بخشش ہر وقت طلب نہ کرتے رہنا اس کے احکامات کو جان بوجھ کر توڑنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالے سے اس طرح کھول کر بیان فرمایا۔ فرمایا کہ

شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے، یعنی جذبات شہوانی سے اور جذبات نفسانی سے انسان جو نفسانی جذبات کی غلامی میں آجاتا ہے یا شہوات کا اسیر بن جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو تو اپنے ان جذبات کو دبانے سے وہ اس سے بچ جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ”اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے؟“ (پھر انسان جب ان چیزوں سے بچے گا تو خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے میں ترقی کرے گا) ”جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی

مومن کی یہ نشانی ہے کہ ہر وقت اس احساس میں رہے کہ خدا کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے

”قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کیا۔ اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلِمَنْ حَافٍ مَقَامٌ رَّيْبَةٍ جَنَّاتٍ (الرحمن: 47)۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے واسطے دو بہشت ہیں۔“ (دو جنتیں ہیں) ”یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو برائیوں سے روکتا ہے۔“ (برائیوں سے رکنے سے بہشت ملتا ہے) ”اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے

زندگی اسی دنیا سے اس کے لئے شروع ہو جاتی ہے۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 155-156، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس دنیا کی بہشتی زندگی یا اگلے جہان کی بہشت کے حصول کی کوشش اور جہنم سے بچنا کس طرح ہے اور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق جہنم سے بچنا اور جنت کا حصول صرف اخروی جنت اور جہنم نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی بھی جنت اور جہنم ہے اور اس صورت میں اس سے بچنا اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان خدا تعالیٰ سے ڈرے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حقیقی محسن وہ ہے جو ہر وقت

فرمائی اور فرمایا اگر انسان اس بات کو حاصل کر لے تو اس کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے ہو جاتا ہے۔ برائیوں سے نفرت اور نیکیاں بجالانے کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ رمضان کا مستقل فیض اس کی زندگی میں جاری ہو جاتا ہے اور وہ جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں وہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنت سے فیض پاتا ہے۔

پس ہمیں اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اس کے مطابق سوچنا چاہئے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور ایمان کو ہمیشہ

سلامت رکھنے کے لئے اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے ایک اور بات بھی، ایک اور چیز بھی یا ایک اور امر کی طرف بھی آنحضرت ﷺ نے توجہ دلائی بلکہ ایک خوشخبری عطا فرمائی اور وہ یہ ہے کہ ان دنوں میں آخری عشرہ میں لیلیۃ القدر ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلیۃ القدر کی رات قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(صحیح بخاری تافضل لیلیۃ القدر بفضل لیلیۃ القدر حدیث نمبر 2014)

لیلیۃ القدر کی بڑی اہمیت ہے لیکن رمضان کے روزے بھی وہی اہمیت رکھتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک رات میں گناہ بخشے جاتے ہیں لیکن گزشتہ عمل بھی سامنے ہیں اور رمضان میں تیس دنوں میں بھی یہی عمل ہے تو اللہ تعالیٰ نے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کے لئے بہت سی نشانیاں بتائی ہیں۔ مثلاً ایک نشانی یہ بتائی کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانفال: 3) یعنی مومن تو صرف وہی ہیں جن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں۔ مومن کی یہ نشانی ہے کہ ہر وقت اس احساس میں رہے کہ خدا کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیئے ہیں۔ جب بھی اسے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کوئی چیز یاد کرائی جائے تو وہ فوراً ڈر جائے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ پس جب متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے اعمال صالحہ، مجالانے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اس کو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب خدا تعالیٰ کے حوالے سے ان کی ادائیگی کا کہا جائے اور پھر انسان ان کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ دے تو کیا وہ اس آیت کے تحت مومن کے زمرہ میں آتا

پس اس نکتہ کو ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ لیلیۃ القدر صرف وہ خاص رات ہی نہیں۔ لیلیۃ القدر کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ رات جو رمضان میں آتی ہے۔ ایک وہ زمانہ جو نبی کا زمانہ ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ انسان کے لئے، ہر شخص کے لئے اس کی لیلیۃ القدر وہ ہے جب وہ پاک اور صاف ہو گیا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 336)۔ دنیا کے تمام گندوں اور میلوں سے پاک ہو گیا۔ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے تمام برائیوں کو اپنے سے دور کر دیا۔ پس یہ وہ لیلیۃ القدر ہے جو اگر ہمیں میسر آجائے اور ہم خالص اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے والے بن جائیں، اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے والے بن جائیں تو یہ ہمارا وہ مقصد ہے جس کو حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اگر ہم نے یہ مقام حاصل کر لیا یا ہم یہ کر لیں تو ہر دن اور ہر رات ہمارے لئے قبولیت دعا کی گھڑی

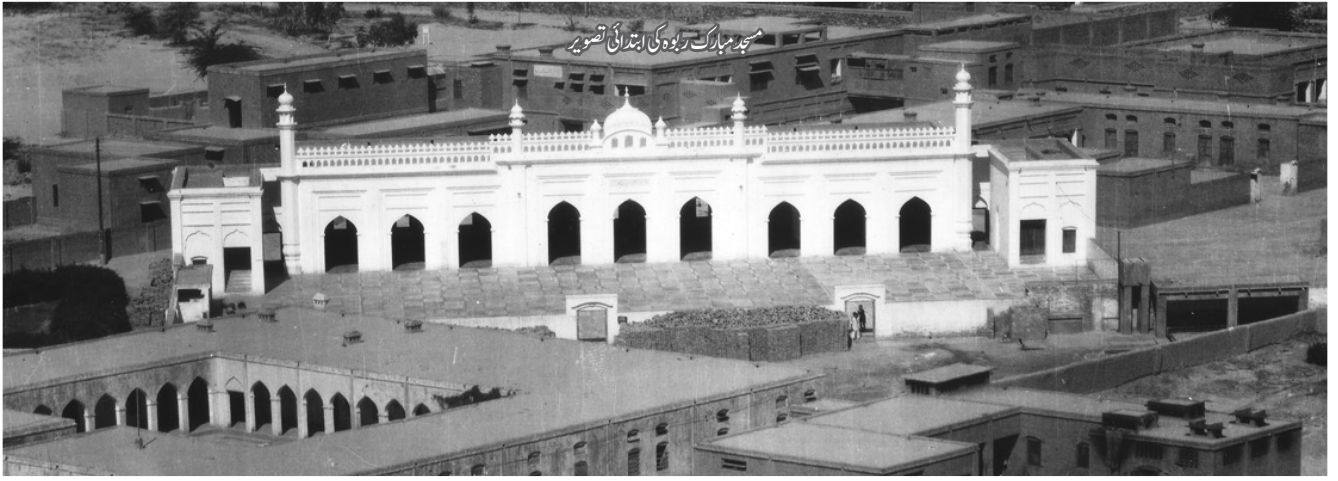
شخص کے لئے اس کی لیلیۃ القدر وہ ہے جب وہ پاک اور صاف ہو گیا

فرمایا یہ شرائط ہیں جو ضروری ہیں۔ ایمان اور نفس کا محاسبہ۔ یعنی رمضان کے روزے بھی اور لیلیۃ القدر کا پانا اور گناہ بخشوانا بھی۔ اگر پہلے دنوں میں کوئی کمزوری رہ گئی تھی تو آخری دنوں میں اسے دور کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف لیلیۃ القدر جس کو ملے گی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے بلکہ ہر شخص جو روزوں سے اور لیلیۃ القدر سے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے گزر رہا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات اور شرائط رکھی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی یہ شرائط رکھی ہیں وہاں بہت ساری جگہوں پر ایمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ بھی جوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور ساتھ ہی نیک اعمال۔ پس اس طرف بھی ہماری توجہ رہنی چاہئے کہ ایمان کیا ہے۔

ہے؟ یا اگر ہم توجہ نہیں دیتے تو ہم (اس زمرہ میں) آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اور اپنے ایمان کی حالت کو دیکھتے ہوئے روزے رکھے یا لیلیۃ القدر سے گزرے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ پس رمضان اور لیلیۃ القدر کی برکتیں مشروط ہیں۔ جیسا کہ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے احکامات مشروط ہوتے ہیں۔ اگر انسان کے ایمان میں کمزوری ہے اور دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہے اور پھر بھی وہ اگر کہتا ہے کہ اس نے لیلیۃ القدر کا نظارہ کیا۔ اگر دعا کی خاص کیفیت اس میں پیدا ہو کر اُسے اپنی حالت میں مکمل انقلاب لانے والا بناتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت نے اسے نوازا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرے۔ اگر یہ حالت نہیں تو ہو سکتا ہے کہ جس کو وہ لیلیۃ القدر سمجھا ہو وہ نفس کا دھوکہ ہو۔ آپ نے تو یہی فرمایا ہے۔ ایمان بھی کامل ہو نفس کا محاسبہ بھی ہو۔

بن جاتی ہے۔ ہم جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو ماننے والے ہیں ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس مقام تک لے جانے کی ضرورت ہے جہاں ہمارا ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے۔ ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بن جائیں اور رمضان کی برکات ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہیں۔ اللہ کرے ہمارے میں سے بہت سے اس لیلیۃ القدر کو بھی پانے والے ہوں جو قبولیت دعا کا خاص موقع ہے اور جو ان آخری دنوں میں ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور اس کو پانا ہمیں نیکیوں اور تقویٰ پر چلانے والا اور اس میں مزید بڑھانے والا ہو۔ ہمارے گزشتہ تمام گناہ بھی بخشے جائیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہم میں قوت اور طاقت پیدا فرمادے۔

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 405)



ربوہ میں رمضان کی کچھ یادیں

مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح، استاد جامعہ احمدیہ یو کے

بے شمار نصائح سے پُر یہ مضامین ہوتے تھے جو اپنے اندر ایک گہری تاثیر رکھتے تھے۔ آپ یہ بھی نصیحت فرماتے کہ رمضان میں احباب جماعت کو اپنی کسی ایک بنیادی کمزوری سے نجات بھی حاصل کرنے کے لیے کوشش اور دعا کا سہارا لینا چاہیے اور عہد کرنا چاہیے کہ وہ اس کمزوری کے کبھی مرتکب نہیں ہوں گے۔

ربوہ کا رمضان خالصتہً اسلامی رمضان ہوا کرتا تھا۔ جس میں کسی قسم کی رسم یا بدعت یا بناوٹ یا دنیا داری کا دخل نہیں ہوا کرتا تھا خالصتہً قرونِ اولیٰ والی جھلک اس میں نمایاں ہوا کرتی تھی۔ نصف شب کے بعد گھروں میں تہجدیں شروع ہو جایا کرتی تھیں۔ ہم لوگ تو بچے تھے تاہم بزرگوں کا معمول چونکہ آنکھ کھولتے ہی دیکھنے میں آچکا تھا، اس لیے معلوم تھا کہ آدھی رات کے بعد یہ لوگ نمازیں شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے والد صاحب مرحوم کی عادت تھی کہ وہ رات ایک بجے بیدار ہو کر نوافل شروع کر دیتے اور تلاوت، دعائیں قدرے بلند آواز سے جو پاس بیٹھا انسان سن سکتا تھا، پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی

خشوع و خضوع مسجدوں کی زینت تھا۔ رمضان کے دوران تو ان کی نمازوں کا رنگ اور بھی نکھر جاتا تھا۔ ہم بچوں کو اس گریہ و زاری کی سمجھ تو نہیں آتی تھی مگر اب ان کی یاد ستانی ہے۔ کاش کہ ان بزرگوں سے یہ ورثہ حاصل کر لیا ہوتا اور ہمارے رمضان بھی کسی حد تک اس کیفیت کے حامل ہوتے۔

رمضان کے آنے سے پہلے ہی الفضل میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تذکیری نوٹ شائع ہونے شروع ہو جاتے۔ یہ تو معلوم نہیں کہ حضرت میاں صاحب نے اس یاد دہانی کا سلسلہ کب سے شروع فرمایا تھا تاہم 1963ء کا رمضان جو اس سال جنوری، فروری میں آیا، اس سے صرف ایک دو روز پہلے آپ کا آخری مضمون اس عنوان سے شائع ہوا۔ ’رمضان کا مہینہ شروع ہونے والا ہے دوست اپنی کمریں کس لیں۔‘ ’روزہ، تلاوت، صدقہ و خیرات، تہجد، اعتکاف اور فدیہ کی مرتب برکات‘۔ آپ کے ان مضامین کی بہار آج بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح اُس زمانہ میں تھی۔

ربوہ کے رمضان کی کیا ہی بات ہے! اس مقدس شہر میں جس کی بنیادیں سیدنا حضرت مصلح موعودؑ نے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ اٹھائی تھیں، جب بھی یہ مبارک مہینہ جلوہ افروز ہوتا ہے تو ایک عجیب نورانی ماحول پیدا ہو جاتا۔ خالصتہً نورِ علیٰ نور کی کیفیت ہو جاتی تھی۔ سارا شہر ایسے نورانی وجودوں سے بھرا ہوا تھا جو اپنی ذات میں ایک مکمل رمضان ہوتے تھے۔ یہ نہایت ہی مبارک وجود تھے جن سے ربوہ آباد تھا اور یہ نورانی آبادی سارا سال ہی رمضان کی مظہر ہوتی تھی لیکن خصوصاً رمضان میں تو یہ نورانیت کئی گنا بڑھ جاتی تھی۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کا سایہ ہم پر دراز تھا (1951ء کی بات کر رہا ہوں جب ہم اپنے گاؤں ترنگڑی ضلع گوجرانوالہ سے نقل مکانی کر کے ربوہ آئے تھے) خود حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جنہیں جماعت ہمیشہ فرط عقیدت و محبت سے ’حضرت اماں جان‘ کے نام سے یاد کرتی ہے، حیات تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ جن کا نمازوں میں

ہم بچوں کی بھی آنکھ کھل جاتی۔ کئی بار ایسا بھی سنتے تھے کہ ہماری والدہ صاحبہ کی نماز میں والد صاحب کی آواز مغل ہوتی تو ان سے کہتیں کہ ذرا آواز دھیمی رکھیں۔ سحری کے لیے بیداری کی غرض سے ربوہ کے محلہ جات میں رضا کار لڑکے کہیں صلی علیٰ کے ذریعہ جگانے کا اہتمام کرتے تو کہیں کوئی کنسٹرکٹھکار رہا ہوتا، کوئی پرات بجا رہا ہوتا۔ بعض درمیں کے اشعار گا کر پڑھ رہے ہوتے۔ الغرض اچھا خاصا شور برپا ہوتا اور ناممکن تھا کہ کوئی سویا رہ جائے۔ اس شور کا بھی الگ سماں ہوتا تھا۔

اس کے بعد سحری کی تیاری اور پھر سحری کر کے مساجد کی طرف روانگی برائے صلوٰۃ الفجر کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ اس دوران بچے بھی بیدار ہو چکے ہوتے اور اکثر اپنے باپ یا بڑوں کے ہمراہ فجر کی نماز کے لیے مسجد پہنچ جاتے۔ فجر کی نماز میں بڑی رونق ہوتی نمازیوں سے ربوہ کی مساجد تو بفضلہ تعالیٰ سارا سال ہی آباد ہوتی تھیں تاہم رمضان میں تو یہ رونق دو بلا ہو جاتی تھی بالخصوص بچوں کی وجہ سے۔ ہمارے والدین خود سحری کھا کر ہمارے ناشتہ کے لیے روٹیاں دیسی گھی سے چُپڑ کر دسترخوان میں لپیٹ کر چھابے میں رکھ دیا کرتے۔ ہم لوگ صبح اٹھتے، ناشتہ کر کے سکول کے لیے تیار ہوتے، بستہ بغل میں دبا کر سکول چلے جاتے۔ دوپہر کو واپس آتے تو پھر کھانا مل جاتا اور اگر گرمیاں ہوتیں تو ان دنوں عصر کے بعد مغرب تک مسجد مبارک میں درس القرآن کے لیے والد صاحب مرحوم کے ساتھ چلے جاتے۔ کبھی داؤ لگ جاتا تو کھیلنے کے لیے کھسک جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ میں شاید چھٹی یا ساتویں میں تھا۔ کھیل میں مصروف تھا کہ والد صاحب آگے اور فرمایا چلو مسجد درس سننے۔ چنانچہ بادلِ نخواستہ دوستوں کو چھوڑا اور وضو کر کے والد صاحب کے ساتھ مسجد مبارک کے لیے روانہ ہوا۔ راستے میں والد صاحب فرمانے لگے کہ دعائے قنوت میں جو ہم پڑھتے ہیں کہ نَحَلَّعُ وَ نَدْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكُ اس کے کیا معنی ہیں؟ اس کا یہی مطلب ہے کہ جو خدا کو چھوڑتا ہے ہم بھی اس کو چھوڑتے ہیں۔ الغرض بزرگوں کی کوشش ہوتی تھی

کہ بچوں کو درس القرآن کا چکا لگا دیا جائے۔ اس زمانہ میں درسوں میں بیان شدہ نکات معرفت کی ہمیں کہاں اتنی سمجھ تھی۔ لیکن بہر حال وہ بزرگ ہمیں نہیں بھولتے جو اپنے درس القرآن میں ہر سامع کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لیے پوری کوشش کرتے۔ موسم سرما میں یہ درس مسجد مبارک میں ظہر اور عصر کے درمیان ہوتے اور اسی وجہ سے دفاتر اور سکولوں، کالجوں اور دیگر شعبوں میں چھٹی ذرا جلدی ہو جایا کرتی۔ صبح بھی قدرے یہ شجے تاخیر سے کھلتے تھے تا کہ رمضان میں دیگر کاموں کا بوجھ ہلکا کر کے تلاوت قرآن کریم کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت احباب کو مہیا کیا جاسکے۔

ربوہ کی فضا رمضان میں مختلف گھروں سے بلند ہونے والی تلاوت سے مرعش رہتی تھی۔ مگر اس سے یہ نہیں خیال کرنا چاہیے کہ باقی دنوں میں یہ آوازیں سنائی نہیں دیتی تھیں۔ بزرگوں سے سنتے تھے کہ قادیان میں روزانہ ہر گھر سے تلاوت قرآن کی آواز بلند ہوا کرتی تھی۔ اگرچہ یہ نظارہ ربوہ میں تو اس طرح نہیں دیکھا تاہم اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ربوہ میں بھی کسی حد تک یہ التزام ضرور نظر آتا تھا بالخصوص جب ہماری رہائش تحریک جدید کے کوارٹروں میں ہوتی تھی تو اردگرد کے اکثر ملحقہ کوارٹروں سے بھی صبح تلاوت قرآن کی آواز ضرور سنی جاتی تھی جو کہ رمضان میں بہر حال دوچند ہو جاتی۔ مسجد مبارک میں درس کا ذکر چل رہا تھا، جب سے ہوش سنبھالا، تین علمائے سلسلہ کا درس مسجد مبارک میں ضرور ہوتا تھا۔ جو دس پاروں کا درس دیا کرتے تھے مختلف سالوں میں متعدد بزرگان کا درس ہوتا رہا۔ ان میں سے محترم حضرت مولانا شمس صاحب، مولانا ابوالعطاء صاحب، مولانا قاضی محمد نذیر صاحب، مولانا دوست محمد صاحب، صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب، مولانا محمد صادق سائری صاحب، مولانا قمر الدین صاحب، فاضل وغیرہم یاد ہیں۔ بعد کے زمانوں میں دس کی بجائے پانچ پانچ پارے بھی علماء میں تقسیم ہوئے۔ پھر ماشاء اللہ علماء کی کثرت ہو گئی تو دو دو دن بھی مدرسین کو الٹ ہوئے۔ (اور اب تو مسجد مبارک،

اسلام آباد) یو کے) میں ماشاء اللہ تیس مدرسین ایک ایک پارہ کا درس دیتے ہیں۔ ہر مدرس کا الگ الگ انداز اور رنگ ہوا کرتا تھا۔ مولانا دوست محمد صاحب مرحوم دوران درس کوئی شعر آگیا تو اسے با آواز بلند اور تڑم سے پڑھا کرتے تھے۔ درس کے دوران مسجد مبارک (یعنی اس وقت کی مسجد مبارک جس میں ابھی موجودہ توسیع نہیں ہوئی تھی) میں کچھ تو دیواروں کے ساتھ ٹیک لگا کر اپنا پنا قرآن کریم لے کر بیٹھ جاتے اور کچھ صفوں میں دور یہ اس طرح بیٹھتے کہ قرآن کریم کی طرف کسی کی پشت نہ ہو۔ درس کے دوران اگر کسی کو کوئی نکتہ دلچسپ معلوم ہوا تو وہ نوٹ کر لیتا تھا۔ جامعہ میں تعلیم کے دوران تو ہمیں ہمارے استاد اور پرنسپل محترم حضرت میر داؤد احمد صاحب کی تلقین ہوتی تھی کہ ہم باقاعدہ نوٹس لیا کریں آپ خود بھی باقاعدگی سے درس میں حاضر ہوتے اور شمالی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے اور درس کے نوٹس بھی لیتے۔ ہم طلباء کو آپ نے ایک مرتبہ تلقین کی کہ ہم قرآن کریم کو Interleaf کرالیں اور درسوں کے نوٹس اس پر جمع کرتے رہیں۔ چنانچہ ہم میں سے بعض طلباء نے جامعہ کے PTI مکرم ماسٹر عبدالرزاق صاحب جو جلد سازی کے ماہر تھے، سے تفسیر صغیر کو تین حصوں میں تقسیم کرا کے انٹرفیٹ کر لیا تھا۔ بہر حال یہ درس القرآن جو مسجد مبارک میں ہوتے تھے بہت پُر مغز ہوا کرتے تھے اور لوگ ان سے بہت فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان درسوں میں مستورات بھی باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔ مسجد مبارک ربوہ میں محراب کے ساتھ ملحقہ جنوبی دروازہ جو لاؤڈ سپیکر کے باکس والی الماری بن چکا تھا، اس سے ذرا ہٹ کر ایک لمبی قنات لگادی جاتی تھی جو مسجد کے اندرونی اور بیرونی حصے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی تھی۔ چنانچہ مستورات کی بھی ایک بہت بڑی تعداد درس سننے کے لیے مسجد میں پہنچی ہوتی تھی۔ مستورات کی طرف بچے بھی ساتھ ہوتے تھے اور کچھ مردوں کی طرف بھی، لیکن سبھی مؤدب بن کر بیٹھے ہوتے تھے۔ میری عمر والی نسل کے اکثر بچوں کی دینی معلومات کا ماخذ یہی درس ہوا کرتے تھے۔ اکثر بزرگان وہاں موجود ہوتے جن کے

چہروں سے پوری شناسائی تھی گو کہ نام ان کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ موسم گرما میں مغرب کی اذان سے ذرا پہلے یہ درس ختم ہوتا اور احباب جلدی سے گھروں میں پہنچنے کی کوشش کرتے تا افطاری گھر میں کریں۔ افطاری کرتے ہی پھر دوبارہ مغرب کے لیے مساجد کی طرف دوڑتے۔ مغرب کی نماز پر مساجد نمازیوں کی تعداد کے مقابل پر بہت چھوٹی پڑ جاتی تھیں۔ مغرب کی نماز سے واپس آ کر عشاء کی نماز سے پہلے پہلے کھانا کھانے کے لیے وقت بہت کم ہوتا تھا۔ مشکل سے کھانا مکمل کر کے نماز عشاء کے لیے مسجد کی طرف دوڑ لگ رہی ہوتی تھی۔ نماز عشاء کے لیے مسجد مبارک کے ارد گرد کے حلقہ جات سے اکثر احباب کی کوشش ہوتی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دور میں 1959ء تک تو یہ خوش بختی احباب کو حاصل رہی کہ مسجد مبارک میں حضرت مصلح موعودؑ کی اقتداء میں نمازیں نصیب ہو جاتی تھیں لیکن حضورؑ کی علالت کے عرصہ 1959ء تا نومبر 1965ء میں محترم حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؒ نمازیں پڑھاتے رہے۔ البتہ خلافت ثالثہ کا آغاز ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مسجد مبارک خود تشریف لاکر نمازوں کی امامت فرماتے رہے)

نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد تراویح شروع ہو جاتیں جو تقریباً گھنٹہ بھر جاری رہتیں۔ مجھے حضرت حافظ محمد رمضان صاحب اور حضرت حافظ شفیق احمد صاحب کے پیچھے کئی سال تک تراویح پڑھنی یاد ہیں۔ مؤخر الذکر کی آواز بہت ہی پیاری تھی۔ میرے میٹرک کے سال تھے، مجھے شوق کو دا کہ حافظ صاحب سے تلاوت سیکھی جائے۔ چنانچہ میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے تلاوت کرنی سکھادیں۔ قرآن کریم تو اچھی طرح پڑھ لیتا تھا مگر شوق تھا کہ جس طرح حافظ صاحب پڑھنے میں پڑھتے ہیں اس طرح سیکھوں۔ چنانچہ آپ نے حافی بھری اور فرمایا کہ احمد نگر آ جایا کرو۔ چنانچہ روز باقاعدگی سے پیدل چل کر بلکہ بھاگتے ہوئے احمد نگر جاتا اور ان سے تلاوت سیکھتا، طریق بہت سادہ تھا۔ آپ ایک ٹکڑا آیت کا پڑھتے اور

فرماتے کہ بس اس کی نقل کرنے کی کوشش کرو۔ اس سے مجھے کافی فائدہ ہوا۔ چنانچہ ایک روز ہماری کلاس میں ہمیں ہمارے اُستاد محترم حضرت ماسٹر محمد ابراہیم بھامڑی صاحب (ماشاء اللہ آپ کی عمر ۱۰۹ سال ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں بھی برکت عطا فرمائے، آمین) نے کلاس میں تلاوت کا مقابلہ کرایا تو خاکسار یہ مقابلہ جیت گیا اور مجھے یاد ہے کہ محترم ماسٹر صاحب نے مجھے اٹھ آنے انعام دیا اور فرمایا کہ اس کا جا کر دودھ پینا اور اس کے بعد محترم ماسٹر صاحب صبح اسمبلی میں اکثر مجھے تلاوت کے لیے کھڑا کر دیتے۔ الغرض محترم حضرت حافظ شفیق احمد صاحب کے پیچھے تراویح کا بہت لطف آتا تھا قرآن کے معانی سے تو زیادہ واقفیت نہ تھی لیکن آپ کی پرسوز آواز مقتدیوں کو اس طرح باندھے رکھتی تھی کہ اکثر پوری تراویح پڑھ کر ہی مسجد سے نکلتے تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ کی وفات کب ہوئی البتہ ساٹھ کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں محترم حافظ محمد رمضان صاحب مسجد مبارک میں تراویح پڑھاتے رہے۔ آپ کا حافظہ غضب کا تھا تو آپ کی آواز بھی بہت اچھی اور بلند تھی۔ مجھے نہیں یاد کہ کبھی کسی کو لقمہ دینے کی نوبت آئی ہو۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے آپ قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھ رہے ہوں۔ آپ کی تراویح کی ایک منفرد بات یہ ہوا کرتی تھی کہ تراویح پڑھانے کے بعد آپ مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے اور جس قدر حصہ پڑھا ہوتا اس کا ترجمہ اور کہیں کہیں کوئی تشریحی فقرہ بھی بیان فرما دیتے اور اس طرح پڑھے ہوئے سارے حصہ کا درس ہو جاتا۔ احباب کی خاصی تعداد اس میں دلچسپی لیتی اور لوگ بیٹھے بڑے مزے سے سُن رہے ہوتے۔ دو تین سال تو ایسا ہوتا رہا مگر پھر یہ سلسلہ بند کر دیا گیا۔ بہر حال یہ رمضان کا بہت دلچسپ فیچر تھا۔ آپ کے بعد مجھے یاد نہیں کہ کون سے حافظ صاحب مقرر ہوئے۔ لیکن اتنا یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک حافظ صاحب کو لقمہ دینے کے لیے ایک ایسے صاحب کو کھڑا کیا گیا جنہوں نے قرآن کریم ہاتھ میں تھا ہوا تھا۔ یہ مسئلہ استصواب کی غرض سے سیدنا حضرت مصلح موعودؑ کی خدمت میں پیش

کیا گیا تو شنید ہے کہ حضورؑ نے فرمایا: ”اس تکلف کی ضرورت کیا ہے۔“

ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ پورا رمضان یا پھر شاید صرف آخری عشرہ میں تہجد کے وقت بھی تراویح کا اہتمام کیا گیا تھا لیکن خود اس میں شامل ہونا مجھے یاد نہیں۔ تراویح کا اہتمام تو ہر مسجد میں ہی ہوتا اور احباب اپنے اپنے حلقہ کی مساجد میں ہی نمازیں اور تراویح ادا کرتے تھے ہر مسجد میں مستورات کے لیے بھی پردہ کا اہتمام کیا جاتا تھا اور تراویح کے علاوہ وہ فجر کی نماز میں بھی شامل ہوا کرتی تھیں۔ خاکسار نے مسجد مبارک کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ہماری رہائش (1951ء سے 1965ء تک) چونکہ دارالصدر شمالی میں تھی، وہاں سے مسجد مبارک کا فاصلہ تقریباً اتنا ہی تھا جتنا ہمارے حلقہ کی ’مسجد انوار‘ کا۔ اس لیے کوشش ہوتی تھی کہ رمضان میں زیادہ نمازیں مسجد مبارک میں ہی ادا کریں۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بعد ہماری رہائش دارالصدر غربی میں منتقل ہو گئی تھی تاہم اس وقت میرے پاس بائیسکل موجود تھا اس لیے کوشش یہی ہوتی کہ مسجد مبارک میں ہی زیادہ نمازیں ادا کی جائیں۔ آخری عشرہ میں نورانیت کا غیر معمولی انتشار ہوتا۔ مسجدیں متکلفین سے بھر جاتی تھیں۔ دوسری مساجد کا نظام تو مجھے کچھ زیادہ یاد نہیں تاہم مسجد مبارک کے متعلق مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ جس نے اعتکاف بیٹھنا ہوتا تھا وہ مسجد مبارک میں اپنی پسند کی جگہ پر اپنی رسی باندھ آتا تھا۔ اغلباً 1959ء کی بات ہے، میں میٹرک کرنے کے بعد فارغ تھا، خیال آیا کہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا جائے اور سوچ رہا تھا کہ مسجد مبارک کے شمال مغربی کونے پر قبضہ کر لوں۔ مگر ایک روز دیکھا کہ اس کونہ پر کسی نے رسی لگا کر اعلان کر دیا ہے کہ یہ جگہ اب میری ہے۔ پتہ چلا کہ وہ حضرت میر داؤد احمد صاحب نے رسی لگائی ہے۔ اس پر میں نے اس کے ساتھ والی مغربی کھڑکی کے اوپر اپنی رسی باندھ دی اور اوپر شاید اپنا نام بھی لکھ دیا۔ رسی بذات خود اس بات کا اعلان ہوتی تھی کہ یہ جگہ کسی نے مل لی ہے۔ بہر حال مسجد کا شمالی حصہ متکلفین کے لیے وقف

خوش بختی ہماری ہے کہ پھر آیا ہے رمضان

اس سال بھی توفیق ملے روزوں کی یا رب
قرآن پڑھوں ڈوب کے اس سال بھی یا رب
خوش بختی ہماری ہے کہ پھر آیا ہے رمضان
حق اس کا ادا کرنے کی توفیق دے رحمان
آندھی کی طرح صدقہ و خیرات کریں ہم
معمول سے بڑھ چڑھ کے عبادت کریں ہم
پھر سحری و افطاری کے ہم لطف اٹھائیں
دن رات معابد کی طرف دوڑ لگائیں
ہوں پیاسوں کی سیری کے لئے دید کے سماں
اور بھوکے تو بھوکے ہیں ترے پیار کے جاناں
خود اپنی رضا جوئی کی سب راہیں بچھا دے
دل پاک ہو اتنا جو ترا چہرہ دکھا دے
بخشش ہو عنایت کہ تو ستار ہے غافر
میں عادی بھکارن ہوں وہی امۃ الباری ناصر
(ا۔ب۔ناصر)

الغرض ربوہ کا رمضان ایک لاجواب رمضان ہوتا تھا اور حقیقی معنوں میں ایک سچا رمضان ہوتا تھا جو فی الواقع قرون اولیٰ کے رمضان کی یاد دلایا کرتا تھا۔ ربوہ کی فضائیں درود شریف، ذکر الہی، استغفار، متضرعانہ دعاؤں، مومنوں کی گریہ و زاری، خشیت الہی سے بھری ہوئی نمازوں، نیم شبی آہوں، تلاوت قرآن کی آوازوں سے معمور ہوتی تھیں۔ نورانیت اور روحانیت کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا تھا۔ کیا کہنے ربوہ کے رمضان کے۔ کسی نے اس کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو اسلام آباد (یو کے) آجائے۔ متعدد احباب مختلف ملکوں سے یہاں آکر برکتیں لوٹ رہے ہیں۔

کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے چونکہ نمازیں بھی پڑھانی ہوتی تھیں اور آپ کا درس بھی انہی دنوں میں مقرر تھا۔ آپ نے مسجد مبارک کی محراب کو ہی سامنے ایک چادر لٹکا کر اپنا معتکف بنا لیا، وہیں آپ نماز بھی پڑھا دیتے اور وہیں بیٹھ کر آپ درس بھی دیتے۔ ان دنوں کھانا اور افطاری اور سحری ہر ایک کی اپنے اپنے گھر سے آتی تھی۔ محترم مولانا صاحب کی افطاری میں شاید گھر سے کوئی اچھی صحت مند قسم کی افطاری مثلاً بادام سے تیار شدہ سردائی قسم کی کوئی چیز آئی تو محترم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جو درس سن چکے تھے، آپ کے پاس تشریف لے آئے اور سردائی دیکھ کر فرمانے لگے کہ میں بھی حیران تھا کہ اس قدر پرمعارف درس کیسے دیتے ہیں، آج سمجھ آئی ہے۔ رمضان کے درس القرآن کے آخری روز مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا درس القرآن سنایا ہے۔ غالباً یہ 1961ء کا ہی سال تھا جب کہ خاکسار ابھی لاہور سے آکر اعتکاف بجالا رہا تھا۔ حضرت میاں صاحب نے آخری سورتوں کا درس دیا اور مختلف دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ ان دنوں ہماری تمام دعاؤں کا محور سیدنا حضرت مصلح موعودؑ کی کامل و معامل شفا یابی تھی۔ الغرض دعا شروع ہوئی جو کافی لمبی تھی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ دعا کے دوران ہی حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ دوست سجدہ کر لیں چنانچہ تمام حاضرین سجدہ میں چلے گئے۔ کافی دیر کے بعد آپ نے سر اٹھایا اور آمین کہی اور پھر تشریف لے گئے۔ سب حیران تھے کہ ایسا کیوں ہوا ہے کیونکہ آج تک کبھی اس قسم کا واقعہ دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ ہم لوگ مسجد میں ہی تھے کہ محترم حضرت میاں صاحب نے پیغام بھجوایا جو کسی نے پڑھ کر سنایا کہ جب ہم دعا کر رہے تھے تو دعا کے دوران مجھے اچانک ایک روشنی نظر آئی جس پر میں نے دوستوں سے کہا کہ سب سجدے میں چلے جائیں کیونکہ مجھے یقین ہو گیا کہ ہماری دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا ہے (پس سجدہ شکر ضروری تھا)۔

ہو جاتا تھا۔ نمازوں کے اوقات میں معتکف حضرات اپنے اپنے خیموں کی چادریں اٹھا دیتے تھے اور نماز کے بعد پھر لٹکا لیتے اور عبادت، نوافل، ذکر الہی اور تلاوت وغیرہ میں مشغول ہو جاتے بعض اوقات کوئی صاحب تبرک بھی لے آتے اور اپنے مخصوص جاننے والے احباب کو باری باری دیتے۔ چنانچہ 1965ء کے رمضان میں ہمارے محلہ کے ایک دوست مکرم محمود احمد قمر صاحب اعتکاف بیٹھے تو انہوں نے اپنے کزن مکرم چودھری فضل احمد ڈوگر صاحب (مرحوم) کو خاندان حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک اپنی جان بیچان والے گھر میں بھجوا کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک چوغہ منگوا لیا۔ مکرم فضل احمد صاحب نے مجھے خبر دار کر دیا کہ آج رات وہ تبرک آ رہا ہے۔ چنانچہ خاکسار بھی وہاں پہنچ گیا اور قمر صاحب کے سپرد کرنے سے پہلے ہم دونوں نے اس سے برکت حاصل کی بلکہ فضل صاحب سے اجازت لے کر میں یہ چوغہ اپنے والد صاحب مرحوم کو دکھانے کے لیے بھی لے گیا۔ چنانچہ آپ اسے پا کر بے حد خوش ہوئے اور اسے اوڑھ کر دعا کرتے رہے۔ اس کے بعد ہم نے یہ تبرک مکرم قمر صاحب کے سپرد کر دیا۔ یہ دونوں بھائی اب اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو اعظیم عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

بعد کے سالوں میں کسی وقت ایک باقاعدہ نظام مقرر کر دیا گیا۔ مسجد مبارک کی دیکھ بھال چونکہ نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت ہوتی ہے اس لیے نظارت کو درخواست دی جاتی ہے کہ اور جتنے بھی معتکفین کی گنجائش ہو اس کے مطابق مسجد مبارک میں مضبوط تاروں کا ایک جال ساتن دیا جاتا ہے جس پر معتکفین اپنی اپنی چادریں لاکر لٹکا دیتے اور اپنا اپنا معتکف بنا لیتے ہیں۔ خاکسار جب لاہور میں ملازمت کر رہا تھا تو 1961ء میں مجھے مسجد مبارک میں اعتکاف بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی غالباً اسی سال حضرت مولانا منٹس صاحب جو ناظر اصلاح و ارشاد بھی تھے نیز حضرت مصلح موعودؑ کی علالت کے ایام میں امام الصلوٰۃ بھی تھے، نے بھی اعتکاف

گزشتہ اقوام میں روزہ

اور موجودہ حالت



(مکرم ڈاکٹر عبدالرحمن بھٹہ صاحب)



کرتا ہے۔ جسمانی محنت اور مشقت اٹھا کر عبادت بجالاتا ہے۔ اور اس طرح وہ دکھ اٹھاتا ہے۔ تورات میں روزے کا ذکر خدا تعالیٰ کی خاطر 'دکھ اٹھانے' کے طور پر کیا گیا ہے۔

1.1 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روزہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب پہاڑ پر گئے تھے انہوں نے بڑی منت اور سماجت سے اپنی قوم کے لئے خدا تعالیٰ سے بخشش اور رحمت طلب کی تھی اور چالیس دن تک روزے رکھے تھے۔ تورات میں ان کے روزوں کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

”... تب موسیٰ نے جلدی سے سر جھکا کر سجدہ کیا اور کہا... تو ہمارے گناہ اور خطا معاف کر اور ہم کو اپنی میراث بنا لے... وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا اور اس نے ان لوگوں پر اس عہد کی باتوں کو یعنی دس احکام کو لکھا“۔ (خروج۔ باب 34 آیات 28، 9، 8)

1.2 بنی اسرائیل کو 'روزے' کا حکم

خدا تعالیٰ نے جب بنی اسرائیل کو روزے کا حکم دیا تو 'اپنی جانوں کو دکھ دینے' کے الفاظ استعمال کئے تھے۔

اصلی حالت میں اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اور ان کے تراجم میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ بہت رد و بدل ہو چکا ہے اور نئی نئی رسومات راہ پا گئی ہیں۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت روزوں کے بارے میں جو روایات ان مذاہب میں پائی جاتی ہیں وہ کہاں تک اصل خدائی احکامات کے مطابق ہیں اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ہزاروں سال پہلے مختلف اقوام کو جو احکامات دیئے گئے ہوں گے وہ ان کے جنرافیائی اور معاشرتی حالات کے مطابق مختلف ہوں گے۔ ان دیگر مذاہب میں سے سب سے پہلے ہم یہودی مذہب کو دیکھتے ہیں۔

1- یہودیت میں روزوں کے احکام

یہودی مذہب کے بانی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور "تورات" جو یہود کی شریعت کہلاتی ہے مجموعی طور پر بائبل کی پہلی پانچ کتابوں پر مشتمل ہے۔ تورات میں روزے کے لئے لفظ "روزہ یا صوم" استعمال نہیں ہوا (عبرانی میں بھی روزے کو 'صوم' Tzom کہتے ہیں)۔ روزے کا ذکر تورات میں کسی اصطلاحی نام سے نہیں بلکہ 'کیفیت' کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ روزہ رکھ کر انسان خدا تعالیٰ کی رضا، رحم اور مغفرت کے حصول کے لئے اپنے آپ کو 'دکھ' دیتا ہے۔ بھوک پیاس برداشت

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

(سورۃ البقرہ: 184)

قرآن کریم کے مندرجہ بالا فرمان کی روشنی میں جب ہم دیگر مذاہب کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان میں روزے کا تصور کسی نہ کسی شکل میں ضرور نظر آتا ہے۔ قرآن کریم کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا "روزہ" کے تحت لکھتی ہے:

"It would be difficult to name any religious system of any description in which it is wholly unrecognized".

(بحوالہ تفسیر کبیر۔ جلد دوم۔ ایڈیشن 1986۔ صفحہ 371)

ترجمہ: کسی بھی قسم کے ایسے مذہبی نظام کی نشاندہی کرنا مشکل ہے جس میں یہ (روزہ) مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہو۔

روزوں کی فرضیت کے سلسلے میں ہم دنیا کے چند مشہور مذاہب کا جائزہ لیں گے۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کے سب مذاہب کی الہامی کتب اپنی

چنانچہ تورات میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

”اور یہ تمہارے لئے ایک دائمی قانون ہو کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تم اپنی اپنی جانوں کو دکھ دینا۔ (روزہ رکھنا)... کیونکہ اس روز تمہارے واسطے تم کو پاک کرنے کے لئے کفارہ دیا جائے گا... یہ تمہارے لئے خاص آرام کا سبت ہو گا تم اس روز اپنی اپنی جان کو دکھ دینا۔ یہ دائمی قانون ہے۔“ (احبار۔ باب 16 آیات 29-31)

پھر روزے کے بارے میں اسی قانون کی مزید وضاحت کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

”اسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا دن ہے۔ اس روز تمہارا مقدس مجمع ہو اور تم جانوں کو دکھ دینا (روزہ رکھنا)۔ اور خداوند کے حضور آتشیں قربانی گزارنا تم اس دن کسی طرح کا کام نہ کرنا... جو شخص اس دن اپنی جان کو دکھ نہ دے وہ کاٹ ڈالا جائے گا۔... یہ تمہارے لئے خاص آرام کا سبت ہے۔ اس روز تم اپنی جانوں کو دکھ دینا تم اس مہینے کی نویں تاریخ کی شام سے دوسری شام تک اپنا سبت ماننا۔“ (احبار۔ باب 23 آیات 26-32)

’دکھ دینے‘ کے حوالے سے روزے کا مندرجہ بالا حکم تورات کی کتاب ’گنتی‘ میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

”پھر اسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تمہارا مقدس مجمع ہو تم اپنی اپنی جان کو دکھ دینا۔ اور کسی طرح کا کام نہ کرنا بلکہ سختی قربانی کے طور پر ایک بچھڑا۔ ایک مینڈھا... چڑھانا۔“ (گنتی۔ باب 29 آیات 7-8)

”... شام تک اپنا سبت ماننا۔“

مندرجہ بالا حوالوں سے ظاہر ہے کہ ’جانوں کو دکھ دینے‘ سے مراد روزہ رکھنا ہے۔ دوسرے حوالے میں یہ بھی ذکر ہے کہ یہ ’دکھ‘ ایک دن کی شام سے دوسرے دن کی شام تک برداشت کرنا ہو گا۔ یعنی یہ روزہ 24 گھنٹے کا ہو گا۔ اور حکم میں بار بار اپنے آپ کو ’دکھ دینے‘ کی تاکید کی گئی ہے۔ اور جو شخص یہ ’دکھ‘ نہ اٹھائے اس کے لئے

پر روزوں کی اہمیت اور افادیت واضح کرتے آئے ہیں۔

بائبل سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”میں نے تو ان کی بیماری میں جب وہ سخت بیمار تھے۔ ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ کر اپنی جان کو دکھ دیا۔“

(زبور۔ باب 35 آیت 13)

حضرت یسعیاہ اپنی قوم کو روزے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو... اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے کہ تمہاری آواز عالم بالا میں سنی جائے۔ کیا یہ وہ روزہ ہے جو مجھ کو پسند ہے۔ ایسا دن کہ آدمی اپنی جان کو دکھ دے...؟“

(یسعیاہ۔ 58 آیت 4)

حضرت دانیال فرماتے ہیں:

”... میں نے خداوند خدا کی طرف رخ کیا اور میں منت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھ کر۔ اور ٹاٹ اوڑھا کر اور راکھ پر بیٹھ کر اس کا طالب ہوا...“

(دانیال۔ باب 9 آیت 3)

حضرت یوایل فرماتے ہیں:

”خدا فرماتا ہے اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر... میری طرف رجوع لاؤ... کیونکہ وہ رحیم اور مہربان... ہے۔“

(یوایل۔ باب 2 آیت 12)

حضرت یوناہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ:

”... تب نینوا کے باشندوں نے خدا پر ایمان لا کر روزہ کی منادی کی اور ادنیٰ اور اعلیٰ سب نے ٹاٹ اوڑھا۔ (یوناہ۔ باب 3 آیت 5)

آستر کی کتاب میں لکھا ہے:

”... جا اور سوسن میں جتنے یہودی موجود ہیں ان کو اکٹھا کر اور تم میرے لئے روزہ رکھو اور تین روز تک دن اور رات نہ کچھ کھاؤ اور نہ پیو...“ (آستر۔ باب 4 آیت 16)

”... اور آستر ملکہ نے ان کو حکم کیا تھا اور جیسا انہوں نے اپنے اور اپنی نسل کے لئے روزہ رکھنے اور ماتم کرنے کے بارے میں ٹھہرایا تھا...“ (آستر۔ باب 9 آیت 31)

سخت سزا مقرر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک شام سے دوسری شام تک ’سبت ماننا‘۔ (عام طور پر سبت کو محض آرام کا دن خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں ’سبت‘ کو روزے کے مترادف کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ گویا سبت کا روزے سے تعلق ہے)

1.3 یوم کپور۔ یہود کا مقدس ترین دن

ساتویں مہینے (Tishrei) کا مذکورہ بالا دسواں دن یہودی مذہب کا سب سے عظیم اور مقدس دن مانا جاتا ہے۔ اس کو ’یوم کپور‘ کہتے ہیں یعنی کفارہ کا دن۔ مہینے کی دسویں تاریخ کے لحاظ سے اس دن کو ’آسارا‘ کہتے ہیں جیسے ہم مسلمان ’عاشورہ‘ کہتے ہیں۔ یہ یہود کی نجات اور کفارہ کا دن ہے... یہودی مذہب کا یہ واحد ’روزہ‘ ہے جس کا حکم تورات میں موجود ہے اور یہ بہت اہم فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ روزہ 24 گھنٹے کا ہوتا ہے۔ (گو حقیقتاً یہ 26 گھنٹے کا بن جاتا ہے کیونکہ یہ غروب آفتاب سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے شروع ہو کر دوسرے روز غروب آفتاب کے بعد تک رکھا جاتا ہے)

یوم کپور کا یہ روزہ ’مکمل یا بڑا‘ روزہ کہلاتا ہے۔ آج کل اس میں کھانے، پینے اور سونے کے علاوہ سگریٹ نوشی سے بھی پرہیز کیا جاتا ہے۔ نہانا دھونا اور خوشبو وغیرہ لگانا بھی منع ہے۔ اچھے قیمتی کپڑے۔ خصوصاً چمڑے کے کوٹ اور جوتے وغیرہ نہیں پہنے جاتے۔ اس روز یہود اپنی نماز میں مروجہ قیام اور رکوع کے علاوہ سجدہ بھی کرتے ہیں۔ ذکر الہی۔ دعاؤں اور عبادات کے علاوہ عہد نامہ قدیم کی تلاوت کی جاتی ہے۔ خاص طور پر ’یسعیاہ‘ کی کتاب کے ابواب 55 اور 56 کے درس دیئے جاتے ہیں۔

1.4 بنی اسرائیل اور روزے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی قوم اپنے گناہوں کی بخشش اور مصائب سے نجات کے لئے عمومی طور پر روزے رکھتی آئی ہے اور اس کے انبیاء اپنی قوم

1.5 موجودہ دور میں یہود کے روزے

ہم دیکھ چکے ہیں کہ تورات میں تو صرف ایک روزہ ہی مذکور ہے جو 'یوم کپور' کہلاتا ہے۔ یہ روزہ فرض ہے اور اس روزے کو یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے بہت اہتمام سے رکھتے آئے ہیں۔ تاہم جب بنی اسرائیل اپنے شاہانہ عروج کے بعد زوال کا شکار ہوئے اور دوبارہ غلام بنا لئے گئے اور ان کے کلیسا اور معبد تباہ و برباد کر دیئے گئے تو یہود نے ان مصائب و آلام کی یاد میں بعض دن روزوں کے لئے مقرر کر لئے ہیں۔ اس حوالے سے یہ روزے 'ماتی روزے' کہلاتے ہیں۔ یہ درج ذیل ہیں۔

1 نثشاہ باف Tisha B'Av

یہ روزہ یروشلم پر حملوں اور ٹمپل کی تباہی کی یاد میں رکھا جاتا ہے اور آف (AV) مہینے کی نویں تاریخ کو رکھا جاتا ہے... اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ بھی 'یوم کپور' کی طرح بڑا اور مکمل روزہ ہوتا ہے۔ یہ بھی 24 گھنٹے کا ہوتا ہے اور انہی شرائط کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ گویا آجکل یہود کے دو بڑے اور فرض روزے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خدا تعالیٰ نے فرض کیا اور دوسرا یہ جو یہود نے خود فرض کر لیا ہے۔

2- گڈیلیا کا روزہ Fast of Gedalia

یہ روزہ جو دیہ کے گورنر گڈیلیا کے قتل کے افسوس کے طور پر رکھا جاتا ہے۔ یہ چھوٹا روزہ ہوتا ہے جو سحری سے لیکر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ یہ تشری (Tishri) مہینے کی تین تاریخ کو رکھا جاتا ہے۔

3- آسارہ بی' تاویٹ (Asara B'Tevet)

یہ تاویٹ مہینے کی دسویں تاریخ کو رکھا جاتا ہے۔ یہ چھوٹا روزہ ہوتا ہے جو سحری سے لیکر غروب آفتاب تک رکھا جاتا ہے۔ یہ شاہ بابل کے یروشلم پر حملے کی یاد میں رکھا جاتا ہے۔

4 شیوہ آسر بی ٹاموز

(Shiva Asar B' Tammuz)

یہ روزہ ٹاموز (Tammuz) مہینے کی سترہ تاریخ کو رکھا جاتا ہے۔ اور یہ چھوٹا روزہ ہوتا ہے جو سحری سے لیکر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ یہ یروشلم پر دوسرے حملے اور ٹمپل کی تباہی کی یاد میں رکھا جاتا ہے۔

یہود کے روایتی روزے:

مندرجہ بالا روزوں کے علاوہ یہودی لوگ اپنے طور پر اپنی حاجات اور اخلاص کے مطابق روزے رکھ لیتے ہیں۔ بعض ہر ماہ کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں اور بعض صرف جمعہ کو رکھ لیتے ہیں۔ بعض شادی کے دن روزہ رکھتے ہیں اور تقریب کے بعد افطاری کرتے ہیں۔ بعض 'دانیال کا روزہ' رکھتے ہیں جس میں دن کے دوران صرف پھل اور سبزیاں وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں اور پانی پی سکتے ہیں۔

1.6 کیا خدا تعالیٰ نے ایک ہی روزہ فرض کیا تھا؟

مندرجہ بالا مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موجودہ تورات کے مطابق خدا تعالیٰ نے ایک ہی روزہ فرض کیا تھا جو یوم کپور کے دن رکھا جاتا ہے۔ باقی روزے یہود نے خود تجویز کئے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا نے ایک ہی روزہ فرض کیا تھا۔ یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ یہودی شریعت کا خلاصہ تورات میں 'دس احکام' یعنی (Ten Commandments) کی شکل میں موجود ہے۔ ان احکام میں روزے کا ذکر تو نہیں البتہ ان میں 'سبت کی پابندی' کا حکم بڑی سختی سے دیا گیا ہے۔ سبت کے روز ہر قسم کے دنیاوی کام منع کئے گئے ہیں اور تلقین کی گئی ہے کہ اس روز عبادت گاہوں میں درس و تدریس۔ دینی کام اور عبادت بجا لائیں۔ اسی لئے یہود میں یہ مشہور ہے کہ There is no Sabbath in sanctuary یعنی عبادت گاہوں میں سبت نہیں ہوتا۔

پس ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے حکم یہ دیا تھا کہ سبت کے دن دنیاوی کاموں سے چھٹی کرو اور اس دن کو دینی کاموں۔ درس تدریس اور عبادت میں گزارو۔ اب روزہ تو عبادت کا مجموعہ ہے۔ اور جیسا کہ حوالوں میں لکھا ہے۔ یوم کپور کو جہاں روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے وہاں اس دن کو سبت بھی قرار دیا ہے۔

(احبار۔ باب 23 آیات 28-26)

اس پس منظر میں یہ بات قرین قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ نے سبت کے دن روزہ رکھنے (اپنے آپ کو دکھ دینے) کا حکم بھی دیا ہوگا۔ لیکن اپنی خوشحالی اور بادشاہت کے دور میں یہود نے جہاں دیگر شرعی احکام کو بھلایا وہاں سبت کے روز اس 'دکھ اٹھانے' کے حکم کو بھی نظر انداز کیا۔ اور سبت کو محض کام سے رخصت اور آرام کا دن بنا لیا۔ تاہم اب بھی بعض یہود 'سبت کا روزہ' رکھتے ہیں۔ اور ان کے اکثر گھروں میں سبت کی رات کو پر تکلف اجتماعی دعوت (Sabbath dinner) ہوتی ہے جو 'افطار پارٹی' کی یاد دلاتی ہے۔

1.7 کیا سبت کی وجہ 'خدا کا آرام' کرنا ہے؟

یہودی قوم سبت یعنی ہفتہ کے دن کو مقدس مانتی ہے۔ اس دن کے تقدس کی وجہ تورات کی کتاب 'خروج' میں خدا کا 'ساتویں دن' آرام کرنا بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

"یاد کر کے تو سبت کو پاک ماننا۔ چھ دن تو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا لیکن ساتواں دن خداوند تمہارے خدا کا سبت ہے۔ اس میں نہ تو کوئی کام کرے گا نہ تیرا بیٹا... کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین... بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اس لئے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔ (خروج۔ باب 20 آیات 8-11)

اسی کتاب خروج میں سبت کی اہمیت کے بارے میں لکھا ہے:

”... چھ دن کام کاج کیا جائے لیکن ساتویں دن آرام کا سبت ہے جو خدا کے لئے مقدس ہے۔ جو کوئی سبت کے دن کام کرے وہ مار ڈالا جائے۔

... اس لئے کہ چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کر کے تازہ دم ہوا۔“ (خروج- باب 31 آیات 15-17)

سبت- غلامی سے نجات کو یاد کرنے کا دن:

تورات کی کتاب خروج کے مندرجہ بالا حوالوں میں سبت کے تقدس کی وجہ خدا کا ساتویں دن آرام کرنا بیان کی گئی ہے۔ لیکن تورات کی پانچویں کتاب ’استثناء‘ میں یہ وجہ ’غلامی سے نجات کو یاد کرنا‘ بیان کی گئی ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”تو خداوند اپنے خدا کے حکم کے مطابق سبت کے دن کو یاد کر کے پاک مانا۔ چھ دن تو محنت کر کے اپنا کام کاج کرنا۔ لیکن ساتواں دن تیرے خدا کا سبت ہے۔ اس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ تیرا بیٹا۔ ... اور یاد رکھنا کہ تو ملک مصر میں غلام تھا اور وہاں سے خداوند تیرا خدا اپنے زور آور ہاتھ اور بلند بازو سے تجھ کو نکال کر لایا۔ اس لئے خداوند تیرے خدا نے تجھ کو سبت کے دن کو ماننے کا حکم دیا۔“ (استثناء- باب 5- آیات 12-15)

مزید برآں ’غلامی سے نجات‘ کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تلقین کی کہ آئندہ جب تمہارے بچے پوچھیں کہ خدا کے جن فرمان- آئین کو ماننے کا حکم دیا ہے اس کا مطلب کیا ہے ”تو تم اپنے بیٹوں کو یہ جواب دینا کہ جب ہم مصر میں فرعون کے غلام تھے تو خداوند اپنے زور آور ہاتھ سے ہم کو مصر سے نکال لایا۔ اور خداوند نے بڑے بڑے اور ہولناک نشان... دکھائے... سو خداوند نے ہم کو ان سب احکام پر عمل کرنے... کا حکم دیا ہے تاکہ وہ ہم کو زندہ رکھے۔“ (استثناء- باب 6 آیات 20-24)

(واضح رہے کہ سبت کو ماننا احکام خداوندی میں شامل ہے)

سبت کا اصل مقصد:

بنی اسرائیل مصر میں چار سو سال غلام رہے تھے۔ اس دوران وہ مصریوں کے مشرکانہ ماحول سے بری طرح متاثر ہوئے اور اپنی سب اخلاقی اور روحانی اقدار کھو چکے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو غلامی سے نجات دلا کر کنعان کا حکمران بنانے کا فیصلہ فرمایا۔ لیکن اس سے پہلے ضروری تھا کہ اس قوم کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کی جاتی تاکہ وہ حکمرانی کے قابل ہو سکتے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے کنعان میں داخلے سے پہلے ان کو حضرت موسیٰ کے ذریعے ضروری احکامات دیئے۔ ان احکامات میں ’سبت‘ کے دن کی پابندی اور التزام بھی شامل تھا تاکہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن وہ خصوصی طور پر اپنے معاشرے کی تعلیم و تربیت، اخلاقی اصلاح اور روحانی ترقی کی طرف توجہ دے سکیں۔

استثناء کے مندرجہ بالا حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ’سبت‘ کے تقرر کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ہفتہ میں ایک دن اکٹھے ہو کر وہ خدا تعالیٰ کے ان انعامات کو یاد کریں اور اس کے ان احسانات کا شکر ادا کریں جو خدا نے بنی اسرائیل پر کئے تھے۔ خصوصاً اس بات کو یاد کیا کریں کہ خدا نے کس طرح ان کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی اور باعزت قوم بنایا تھا۔

واضح رہے کہ قرآن کریم بھی بنی اسرائیل کو خدا تعالیٰ کے انعامات یاد دلاتا ہے۔ اور شکوہ کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے احسانات کو بھول گئے۔ خصوصاً اس بات کو یاد نہیں رکھا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو فرعون کے عذاب اور غلامی سے کس معجزانہ طور پر نجات دلائی تھی۔

(سورہ البقرہ- آیات 48-51)

سبت کے بارے میں تحریف:

خدا تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق بنی اسرائیل خوشحال ہو گئے اور حکمران بن گئے۔ جب ان کو عزت و عظمت حاصل ہو گئی تو وہ اپنا ’سبت‘ شان و شوکت سے منانے لگے۔ لیکن اب ان کو حضرت موسیٰ کے فرمان کے مطابق اپنے اس مقدس دن کو اپنی غربت اور غلامی سے جوڑنا

برا لگنے لگا۔ وہ اپنے بچوں اور دوستوں کو یہ بتاتے ہوئے گھبراہٹ اور ندامت محسوس کرنے لگے کہ ہم کبھی مصر میں مظلوم- غریب اور غلام تھے۔ وہ یاد نہیں کرنا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی انہیں مصر میں ’آگ کی بھٹی‘ سے نجات بخشی تھی۔ چنانچہ ان کے علماء نے خروج کی کتاب میں تحریف کر کے اپنے مقدس دن ’سبت‘ کے اس غریبانہ اور مظلومانہ پس منظر کو غائب کر دیا۔ اور اس دن کو خداوند کے ’آرام کے دن‘ کے ساتھ جوڑ دیا۔ چنانچہ اب وہ بڑے فخر کے ساتھ یہ کہنے لگے کہ ہم سبت کے دن اس لئے آرام کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بھی اس دن ’آرام کرتا ہے اور تازہ دم ہوتا ہے‘۔

خدا کا شکر ہے:

بنی اسرائیل کے علماء نے تورات کی کتاب ’خروج‘ میں تحریف کر کے سبت کے دن کو ’خدا کے آرام‘ کے دن کے ساتھ جوڑ دیا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ کتاب ’استثناء‘ کا مسودہ ابتدائی صدیوں میں ان علماء کو دستیاب نہ ہوا۔ لہذا وہ اس میں تحریف نہ کر سکے۔ یہ مسودہ کہیں چھپا رہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی میں شاہ یوسیاہ کے زمانے میں یروشلم کے ایک ٹمپل سے دریافت ہوا۔ اور اس طرح سبت کی اصل غرض و غایت اور اس کا پس منظر بیان فرمودہ حضرت موسیٰ علیہ السلام محفوظ رہا۔

(2-سلاطین-باب 22 آیات 13-8)

(Peakes com. on bible, ed.1962, sec. 137a, page 169. 2- Kings ch. 22 verses 8- 13)

2- عیسائیت میں روزوں کے احکامات

عیسائیت میں بہت سے فرقے پائے جاتے ہیں۔ یہ سب اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور بائبل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت موسوی پر عمل کرتے تھے اور اسی کا ہی پرچار کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے خود روزے رکھے اور اپنے حواریوں کو روزہ رکھنے کی تلقین کی اور اس کے آداب سکھائے۔ اس سلسلے میں چند حوالے انجیل سے پیش ہیں۔

متی کی انجیل میں حضرت عیسیٰ کے روز رکھنے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

”اس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔ اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اس کو بھوک لگی۔ اور آزمانے والے نے پاس آکر اس سے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بن جائیں...“ (متی باب 4 آیات 2-3)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو روزہ رکھنے کی تلقین کرتے تھے اور روزہ رکھنے کے آداب سکھاتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حواریوں سے فرمایا:

”اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو۔ تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے...“

(متی-باب 6 آیات 18-16)

انجیل میں ایک واقعہ درج ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حواری ایک مرگی کے مریض کی 'بدروح' نہ نکال سکے۔ لیکن حضرت عیسیٰ کی دعا سے وہ مریض ٹھیک ہو گیا۔ اس پر ایک حواری نے علیحدگی میں ان سے پوچھا کہ یہ 'بدروح' ہم کیوں نہ نکال سکے۔ اس پر حضرت عیسیٰ نے فرمایا:

”... اپنے ایمان کی کمی کے سبب سے۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کرواں چلا جا تو وہ چلا جائے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔ لیکن یہ تم دعا اور روزے کے سوا اور کسی طرح نکل نہیں سکتی“

(متی باب 17 آیات 21-14)

(نوٹ۔ بائبل کے بعض نسخوں میں سے آخری آیت (21) نکال دی گئی ہے اور بعض نسخوں میں آیت تو ہے لیکن آیت میں سے 'روزے' کا لفظ نکال دیا گیا ہے کیونکہ اس سے شریعت پر عمل کی اہمیت اور ضرورت

ثابت ہوتی ہے۔ اور سینٹ پال کا یہ نظریہ غلط ثابت ہوتا ہے کہ شریعت ایک لعنت ہے جس پر عمل کی ضرورت نہیں۔ مزید وضاحت آگے آئے گی)

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے حواری بھی روزے رکھ کر اپنے شاگردوں کو دعائیں دیتے تھے اور ان کو ایمان پر قائم رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

”... اور شاگردوں کے دلوں کو مضبوط کرتے اور یہ نصیحت دیتے کہ ایمان پر قائم رہو اور کہتے تھے کہ ضرور ہے کہ ہم بہت مصیبتیں سہہ کر خدا کی بادشاہی میں داخل ہوں۔ اور انہوں نے ہر کلیسا میں ان کے لئے بزرگوں کو مقرر کیا اور روزہ سے دعا کر کے انہیں خداوند کے سپرد کیا جس پر وہ ایمان لائے تھے۔“

(اعمال-باب 14 آیات 23-22)

2.1- موجودہ عیسائیت اور روزے

موجودہ دور کے عیسائی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تو کرتے ہیں لیکن یہ اپنے آپ کو اس 'موسوی شریعت' کا پابند نہیں سمجھتے جس کا پرچار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ یہ سینٹ پال کے اس نظریے کو مانتے ہیں کہ 'شریعت' ایک لعنت ہے اور حضرت عیسیٰ کی صلیبی موت نے ہمیں شریعت سے چھٹکارا دلایا ہے۔ ان کے نزدیک نجات کے لئے اب کسی شرعی حکم پر عمل کی ضرورت نہیں بلکہ مسیح کی صلیبی موت پر صرف ایمان ہی کافی ہے۔ روزہ رکھنا چونکہ ایک شرعی حکم ہے لہذا موجودہ عیسائی اس حکم کی تعمیل شرعی لحاظ سے ضروری نہیں سمجھتے۔

بااں ہمہ موجودہ عیسائیوں کے اکثر فرقے روزے کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے اپنے انداز میں روزے رکھتے ہیں۔ یہ روزے کو ایک روحانی تجربہ اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ تلقین کی جاتی ہے کہ روزہ میں دعا-توبہ استغفار اور رفاہ عامہ کے کاموں میں مصروف رہنا چاہئے اور ریا کاری اور گناہوں سے بچنا چاہیے۔ روزوں کے لئے مخصوص ایام کے علاوہ بھی انفرادی طور پر ضرورت کے مطابق روزے رکھے جاتے

ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بدھ اور جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم حواریوں نے دیا تھا۔ یاد رہے کہ عیسائیت میں روزوں کی کئی اقسام ہیں۔ اور اکثر روزوں میں کھانے پینے پر اس طرح مکمل پابندی نہیں ہوتی جیسے اسلام میں ہوتی ہے۔ نہ ہی اوقات کے لحاظ سے ایسی سختی ہوتی ہے۔

2.2- عیسائی فرقے اور روزے

ذیل میں ہم چند اہم عیسائی فرقوں کے روزوں کے بارے میں کچھ معلومات درج کرتے ہیں۔

رومن کیتھولک:

یہ ہر جمعہ کو روزہ رکھنے کی ترغیب دیتے ہیں اور 18 سے 59 سال کی عمر کے لوگوں کو روزہ کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اگر صحت اجازت نہ دے اور جسمانی مشقت کا کام ہو تو روزہ چھوڑا جاسکتا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لئے بھی رخصت ہے۔ 1956ء میں پوپ نے اجازت دی تھی کہ معاشی حالات کے مطابق روزہ رکھا یا چھوڑا جاسکتا ہے۔ صرف 'گڈ فرائیڈے' (ایسٹر کا جمعہ) اور ایسٹر (آش) بدھ کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ تاہم ایسٹر کے ایام میں چالیس دن (Lent) کے روزے رکھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر سارے نہیں تو کم از کم ان دنوں میں جمعہ کا روزہ ضرور رکھا جائے۔ جمعہ کے دن گوشت اور شراب سے خصوصی طور پر پرہیز کیا جاتا ہے۔ روزہ میں ایک پورا کھانا اور دو چھوٹے کھانے کھائے جاتے ہیں۔

گزشتہ صدیوں کے دوران ان کے پوپ روزے کے قواعد و ضوابط میں تبدیلیاں کرتے آئے ہیں۔ سینٹ آگسٹائن کے مطابق روزے میں صبح کو ہلکا ناشتہ اور دوپہر کو پورا کھانا اور شام میں ہلکا سا کھانا مناسب ہے۔ آج کل پورے روزے بہت مخلص عیسائی اور چرچ سے وابستہ پادری ہی رکھتے ہیں۔ امریکہ میں ایسٹر کے ایام میں عام طور پر بدھ اور گڈ فرائیڈے کا روزہ ہی لازمی خیال کیا جاتا ہے۔

ایسٹر کے چالیس روزے (The great Lent) حضرت عیسیٰ کے چالیس روزوں کی یاد میں رکھے جاتے ہیں۔ ان ایام کے علاوہ بدھ اور جمعہ کا روزہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ بدھ کے روز یہودہ اسکر یوٹی نے حضرت مسیح کو دھوکا دے کر پکڑوایا تھا۔ اور جمعہ کے دن حضرت عیسیٰ کو صلیب دیا گیا تھا۔ ان دنوں میں گوشت اور شراب سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

دانیال کا روزہ (Daniel fast):

بعض فرقے یہ روزہ رکھتے ہیں۔ اس روزے میں صرف سبزیوں۔ پھلوں اور اناج سے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض فرقوں میں۔ خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں 'سیاہ روزہ' Black fast رکھا جاتا ہے۔ یہ روزہ کافی مشکل ہوتا ہے۔ اس میں صبح سے مغرب تک کچھ نہیں کھایا جاتا اور مغرب کے بعد افطاری کی جاتی ہے۔ (صرف یہ روزہ مسلمانوں کے روزے کی طرح کا ہوتا ہے) یہ 'سیاہ روزہ' ایسٹر کے ایام کے دوران بدھ اور گڈ فرائڈے کے علاوہ دیگر مسنون ایام میں بھی رکھا جاتا ہے۔

ایسٹرن آرٹھوڈوکس چرچ:

اس چرچ سے وابستہ لوگ ایسٹر اور کرمس کے علاوہ ہر بدھ اور جمعہ کو روزہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان دنوں میں یہ زیتون کا تیل، گوشت، مچھلی اور دودھ کا استعمال نہیں کرتے۔ اور دوران سال وہ بدھ اور جمعہ کو جنسی تعلقات سے پرہیز کرتے ہیں۔ اسی طرح ایسٹر (لینٹ) اور کرمس کے چالیس روزوں میں بھی جنسی تعلقات سے باز رہتے ہیں۔ ان کے روزوں کے ایام درج ذیل ہیں:

- ایسٹر یعنی Lent کے چالیس روزے۔
- کرمس یعنی Nativity کے چالیس روزے۔
- حواری کی یاد میں روزے یعنی Apostles fast۔ یہ روزے یوحنا یعنی حضرت یحییٰ کے قتل کی یاد میں رکھے جاتے ہیں۔
- ڈارمیشن Dormation کے دو ہفتے کے روزے صلیب کی عظمت کے لئے رکھے جاتے ہیں۔

• نینوا Nineveh کے تین روزے کسی سینٹ کی یاد میں رکھے جاتے ہیں۔

• مندرجہ بالا ایام کے علاوہ یہ سال بھر ہر بدھ اور جمعہ کو روزہ رکھتے ہیں۔

میٹھوڈسٹ چرچ. Methodist church

اس فرقے کے لوگ روزے کو پرہیز گاری کی علامت اور نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ روزے کے ساتھ دعاؤں اور نیکی کے دوسرے کاموں پر بھی توجہ دی جائے۔ یہ سال کے ہر جمعہ اور بدھ کو روزہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اسی طرح ایسٹر اور کرمس سے متعلقہ روزے بھی رکھتے ہیں۔ روزوں کے ایام میں گوشت سے پرہیز کرتے ہیں۔ 'دانیال کا روزہ' Daniel fast بھی رکھتے ہیں جس میں صرف سبزیوں۔ پھلوں اور اناج سے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔

مارٹن لوتھر کا فرقہ:

اس فرقے میں روزے کو جسمانی خواہشات، شہوات اور غرور و تکبر سے بچنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اجتماعی روزوں کے علاوہ انفرادی طور پر بھی روزے رکھنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ دوسرے فرقوں کی طرح یہ بھی بدھ اور جمعہ کے علاوہ ایسٹر یعنی لینٹ اور کرمس سے متعلقہ روزے رکھتے ہیں۔ جمعہ کو گوشت کی بجائے مچھلی استعمال کرتے ہیں۔ روزوں کے ایام میں کھیل۔ تماشے اور ٹیلیویشن وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور زیادہ تر وقت دعاؤں۔ عبادت اور بائبل کے مطالعہ میں صرف کرتے ہیں۔

انگلکان چرچ Anglican church

اس فرقے کے لوگ بھی دوسرے فرقوں کی طرح ایسٹر کے چالیس روزے رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ سال بھر ہر جمعہ کو روزہ رکھتے ہیں۔ مزید برآں اس فرقہ میں چار موسموں اور مسیح کے آسمان پر جانے کے حوالے سے بھی روزے رکھے جاتے ہیں۔ اور کرمس سے پہلے بھی ایک روزہ رکھا جاتا ہے۔ چرچ آف انگلینڈ کے گورنر

چارلس کے 1649ء میں قتل کی یاد میں بھی 30 جنوری کو روزہ رکھا جاتا ہے۔

مارمون چرچ:

اس فرقے کے لوگ روزے میں کھانے پینے سے مکمل پرہیز کرتے ہیں اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں۔ ترغیب دی جاتی ہے کہ ہر ماہ کے پہلے اتوار کو روزہ رکھا جائے اور یہ روزہ چوبیس گھنٹے کا ہو۔ یعنی ہفتہ کی شام سے اتوار کی شام تک۔ اس طرح روزہ رکھنے سے جو رقم بچے وہ چندہ کے طور پر چرچ کو دی جاتی ہے تاکہ غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ساری دنیا اس طرح روزے رکھ کر رقم بچائے تو دنیا میں کوئی بھوکا اور ننگا نہ رہے۔ یہ لوگ اتوار کو روزہ رکھ کر چرچ میں عبادت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور عبادت کے دوران حضرت عیسیٰ پر اپنے ایمان کا برملا اعادہ کرتے ہیں۔ روزہ کو یہ لوگ قرب الہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور انفرادی اور اجتماعی طور پر روزہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

3۔ بدھ مت میں روزے

بدھ مت کے پیروکار مشرقی ایشیا کے کئی ممالک مثلاً جاپان، کوریا، کمبوڈیا وغیرہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس مذہب میں روزے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ عرفان الہی کے حصول کے لئے حضرت بدھ جو ریاضتیں اور عبادت بجالاتے تھے ان میں روزے بھی شامل تھے۔ ان کے مجسمے جو دریافت ہوئے ہیں ان میں ان کے پیٹ پر سلوٹس دکھائی جاتی ہیں جو ان کے روزوں کی کثرت پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن اپنے پیروکاروں کے لئے وہ ایسے سخت روزے پسند نہیں کرتے تھے۔ تاہم عوام کو ترغیب دلائی جاتی تھی کہ وہ روزے رکھیں کیونکہ اس سے صحت اچھی رہتی ہے وزن کم ہوتا ہے۔ عمر لمبی ہوتی ہے اور خدا کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔

موجودہ دور میں بدھ مت کے پیروکاروں کو خصوصاً بھکشوؤں کو تلقین کی جاتی ہے کہ وہ شام کا کھانا نہ کھایا کریں۔ ان کے بھکشو جب دھیان گیان کے لئے علیحدگی اختیار کرتے ہیں تو کھانا کم کھاتے ہیں اور اوقات مقرر کر کے

کھاتے ہیں۔ روزہ رکھنا ان کے آٹھ اصولوں میں سے ہے۔ روحانی ترقی کے لئے ہفتہ میں ایک مکمل روزہ رکھنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ یعنی دوپہر سے لے کر دوسرے روز صبح تک کچھ نہ کھایا جائے۔ کھانے میں گوشت سے مکمل پرہیز کیا جاتا ہے البتہ دودھ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ادک، لہسن اور پیاز سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ ان کے مندروں میں جو لوگ بھکشو بن کر رہتے ہیں وہ زرد رنگ کا لباس پہن کر اور کٹھنول ہاتھ میں لے کر باہر گلیوں میں کھانا مانگنے جاتے ہیں۔ جو کھانا مل جائے وہی کھاتے ہیں۔ اگر کھانا نہ ملے تو روزہ رکھ لیتے ہیں۔ مانگتے وقت کسی خاص کھانے کی خواہش کا اظہار کرنا منع ہے۔ ان میں سے بعض بزرگ اور مخلص بھکشو دنیا سے بے رغبتی پیدا کرنے کے لئے لمبے روزے رکھتے ہیں۔ وہ سال کے پہلے۔ پانچویں اور نویں مہینہ کے پہلے دو ہفتوں میں لمبے روزے رکھتے ہیں۔ بعض تین روز کے اور بعض چھ روز کے اور بعض بے ہوش ہو کر جاں بحق بھی ہو جاتے ہیں۔

4- ہندو مذہب میں روزے

ہندو روزے کو 'ورت' کہتے ہیں۔ ان کے مذہب میں روزوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اولاد کے حصول، بیماریوں کی شفا اور دیگر خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کثرت سے روزے رکھے جاتے ہیں۔ ہندو کتابوں کے مطابق گناہوں کی معافی اور خطاؤں کے کفارہ کے لئے روزے سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں۔ آج کل لوگ اپنے اپنے عقائد اور رسوم کے مطابق روزے رکھتے ہیں۔ بعض لوگ کسی ماہ کے مخصوص ایام کو روزوں کے لئے مقرر کر لیتے ہیں۔ اور بعض لوگ ہفتہ میں بعض دنوں کو اپنی دیوی یا دیوتا کے نام پر مخصوص کر کے روزے رکھتے ہیں۔ مثلاً شیوا Shiva کے پجاری سوموار کو روزہ رکھتے ہیں اور وشنو Vishnu کے پجاری جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح ایاپا Ayyappa کے پجاری ہفتہ کو روزہ رکھتے ہیں۔

دیوی 'مریماں' کے نام پر روزہ:

شمالی انڈیا میں دیوتا 'ہنومان Hanuman' کے نام پر منگل اور ہفتہ کو روزہ رکھا جاتا ہے۔ اس روزے میں صبح

سے شام تک صرف دودھ اور پھلوں کا رس استعمال کیا جاتا ہے۔ جنوبی انڈیا کے لوگ عام طور پر منگل کے روز دیوی 'مریماں Mariamman' کے نام پر روزہ رکھتے ہیں۔ اس دیوی کو طاقت کی دیوی مانا جاتا ہے۔ اس روزے میں صبح طلوع آفتاب سے پہلے کھانا کھایا جاتا ہے اور غروب آفتاب تک صرف رس اور پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ (یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ جنوبی انڈیا میں حضرت عیسیٰؑ کے حواری سینٹ تھومس Saint Thomas حضرت مریم کو ساتھ لے کر آئے تھے اور عیسائیت یہاں پھیلی تھی اور اب تک اس علاقے میں عیسائیت کافی مقبول ہے۔ اور 'سینٹ تھامس' اور 'سینٹ میری' کے نام سے بڑے عظیم گرجے اس علاقے میں موجود ہیں۔ گمان غالب ہے کہ یہ دیوی 'مریماں' اصل میں وہی 'مریم ماں' ہی ہیں جن کو دیوی کے طور پر پوجا جاتا ہے)۔

شمالی انڈیا میں بعض لوگ جمعرات کے دن بھی روزہ رکھتے ہیں۔ اس میں شام کو افطاری سے پہلے 'دوری ہسپتی مہادیو Varihaspati Mahadeva' کی پوجا کی جاتی ہے اور مذہبی کہانی سنائی جاتی ہے۔ زرد رنگ کے کپڑے پہنے جاتے ہیں اور کھانے میں بھی زرد رنگ استعمال کیا جاتا ہے۔ عورتیں کیلے کے درخت کو پانی دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف تہواروں کے لحاظ سے بھی روزے رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً 'مہاشیوارتری Maha Shivaratri' کے روز بڑا سخت قسم کا روزہ رکھا جاتا ہے۔ اس روزے میں پانی کا قطرہ بھی منع ہے۔ اسی طرح 'نوراتری Navratri' کے دنوں میں بھی روزہ رکھا جاتا ہے۔ جو سال میں دو دفعہ منائی جاتی ہے۔

ہندو سال کے پانچویں مہینے میں 'شراوانہ Shraavana' کا تہوار منایا جاتا ہے۔ اس مہینے میں بعض لوگ اس دن روزہ رکھتے ہیں جو انہوں نے اپنے دیوتا کے لئے مقرر کیا ہوتا ہے۔ اور بعض تو اس سارے مہینے میں ہی روزے رکھتے ہیں۔

عورتوں کے روزے:

انڈیا کے بعض علاقوں میں شادی شدہ عورتیں 'کر وچوتھ Karwa Chauth' کے نام سے روزہ رکھتی ہیں۔ یہ روزہ وہ اپنے خاندانوں کی خوشحالی، صحت اور درازی عمر کے لئے رکھتی ہیں۔ افطاری سے پہلے بیوی ایک چھلنی میں سے چاند کو دیکھتی ہے اور پھر روزہ افطار کرتی ہے۔ آندھرا پردیش میں 'کارٹک Kartik' نامی مہینے میں جو دیہاپالی کے بعد شروع ہوتا ہے۔ کثرت سے روزے رکھے جاتے ہیں۔ اور یہ روزے زیادہ تر عورتیں رکھتی ہیں۔ سوموار کاروزہ لارڈ شیوا Lord Shival کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اور جس دن 'پوراچاند' ہو تو اس دن 'کارٹھیکا Karthika' کے لئے روزہ رکھا جاتا ہے۔

روزے کے قواعد و ضوابط:

روزہ رکھنے کے قواعد اور ضوابط بھی مختلف علاقوں اور عقائد کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اصولی طور پر تو روزے دار کو ایک دن کے غروب آفتاب سے تیسرے دن کے طلوع آفتاب تک کچھ نہیں کھانا پینا چاہئے۔ تاہم ایسا روزہ سب نہیں رکھ سکتے۔ بعض لوگوں کا روزہ تو یہ ہوتا ہے کہ دن میں صرف ایک بار کھانا کھالیا۔ یا کسی خاص قسم کی خوراک سے پرہیز کر لیا۔ تاہم ہر قسم کے روزوں میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ جانوروں سے حاصل کردہ خوراک مثلاً گوشت اور انڈے وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ البتہ دودھ اور دہی کی اجازت ہے۔ عام طور پر ہندو لوگ روزوں کے ایام میں آلو، شکر قندی، ساگودانہ، مونگ پھلی کا شوربہ، دالیں اور سبزیاں وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔

5- جین مت میں روزے

جین مت کی بنیاد شمال مشرقی ہندوستان میں مہابیر Mahavira نامی ایک بزرگ نے پانچ سو سال قبل مسیح میں رکھی تھی۔ یہ حضرت بدھ کے ہم عصر بتائے جاتے ہیں۔ جین مت کے پیروکار بہت امن پسند اور ملنسار ہوتے ہیں اور یہ ہندوؤں کی طرح انسانوں میں ذات پات کی تفریق کو نہیں مانتے۔ لیکن ان کے بعض اصولوں میں عجب طور

پر انتہا پسندی پائی جاتی ہے۔ مثلاً یہ 'آھنسا' کے قائل ہیں یعنی کسی جاندار چیز کو تکلیف پہنچانا گناہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ناک پر یہ ماسک Mask لگائے رکھتے ہیں تاکہ سانس کے ساتھ جراثیم وغیرہ اندر جا کر مرنے جائیں۔ اسی طرح باہر چلتے وقت یہ لمبا سا جھاڑو ہاتھ میں رکھتے ہیں اور اس سے راستے کو صاف کرتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ کوئی کیڑا مکوڑا وغیرہ پاؤں کے نیچے آ کر مرنے جائے۔

بدمزہ کھانا اور عریاں جسم:

جینی لوگ زندگی بالکل سادہ اور زیب و زینت سے عاری بسر کرتے ہیں۔ کھانے، پینے اور خوشبو وغیرہ سے 'لطف و لذت' حاصل کرنے کو یہ برا سمجھتے ہیں۔ لہذا ان کا کھانا پھیکا اور بدمزہ ہوتا ہے کیونکہ کھانا پکانے میں یہ مصالحہ جات وغیرہ استعمال نہیں کرتے۔ یہ لوگ دنیا سے بے رغبتی اور بے تعلقی کے اس حد تک قائل ہیں کہ ان کے سادہ اور بعض مخلصین لباس پہننے کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اپنے مندروں میں یہ مادر زاد ننگے چلتے پھرتے ہیں۔ اور اسی حالت میں مرد و زن ان کے آگے ہاتھ باندھ کر ان سے برکت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ لوگ اپنے مردوں کو نہ جلاتے ہیں اور نہ دفن کرتے ہیں بلکہ جھٹوں پر یا جنگل میں مخصوص جگہوں پر کھلا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ لاش کو گدھ، چیلپس اور کوئے نونج نونج کر کھا جائیں۔ (اور اس طرح ان پرندوں کا بھلا ہو جائے) موت تک کاروزہ:

روزے کو یہ لوگ بہت اہمیت دیتے ہیں اور اس کو جسمانی اور روحانی پاکیزگی کا ذریعہ اور گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ بڑے سخت اور لمبے روزے رکھتے ہیں اور بعض مخلصین تو موت تک کاروزہ رکھ لیتے ہیں۔ ایسا 'مرن برت' عموماً عمر رسیدہ لوگ ہی رکھتے ہیں۔ اور وہ اپنے لواحقین کی اجازت اور ان کی مدد سے یہ روزہ رکھتے ہیں۔ ایسے روزے کو Santhara سنٹھارا کہا جاتا ہے اور ایسی موت کو 'شہادت' سمجھا جاتا ہے۔ اس روزے میں خوراک اور پانی کو آہستہ آہستہ

کم کرتے جاتے ہیں اور اس طرح انسان کمزور ہوتے ہوئے ایک دو ماہ میں مر جاتا ہے۔

2006ء میں انسانی حقوق کے علمبرداروں نے راجستھان ہائی کورٹ میں درخواست دی تھی کہ یہ روزہ خودکشی ہے لہذا اس پر پابندی لگائی جائے۔ یہ کیس 9 سال تک چلا اور 2015ء میں اس پر پابندی لگ گئی۔ اس پابندی کے خلاف جین مت کے ہزاروں پیروکاروں نے مظاہرے کئے اور سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی کہ 'جین مرنے' کا حق بنیادی انسانی حقوق میں سے ہے لہذا اپنی مرضی سے مرنے پر یہ پابندی مذہبی آزادی کے خلاف ہے۔ ان کے نزدیک یہ روزہ خودکشی نہیں کیونکہ اس میں مرنے کے لئے کسی زہر، زور زبردستی، آلے، ہتھیار یا دانستہ حادثے وغیرہ کو ذریعہ نہیں بنایا جاتا۔ اس روزے میں اپنی مرضی سے اور گھر والوں کے مشورے سے مذہب کی خاطر کھانا پینا کم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سپریم کورٹ نے یہ پابندی ختم کر دی تھی۔

2016ء میں حیدرآباد کی ایک تعلیم یافتہ اور متمول گھرانے کی 13 سالہ لڑکی نے یہ مرن برت رکھا۔ وہ پہلے لمبے روزے رکھ چکی تھی۔ لڑکی کو دلہن کی طرح سجایا گیا اور سہیلیوں کے جھرمٹ میں جلوس کی شکل میں گھمایا گیا۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ 65 دن کے بعد مر گئی۔ اس واقعے پر بہت احتجاج ہوا تھا کہ اس عمر کی بچی کو اجازت نہیں دینی چاہیے تھی اور روکنا چاہیے تھا۔ خود جین مت کے پندتوں نے تسلیم کیا کہ ایسا روزہ اس عمر میں جائز نہ تھا اور انہوں نے اس واقعہ کو ایک 'گھٹنہ' یعنی 'حادثہ' قرار دیا جو 'ہو گیا'۔

یہ واقعہ شدت پسندی کی انتہا ہے۔ ایک طرف یہ احتیاط کہ کہیں کوئی کیڑا پاؤں تلے آ کر نہ مر جائے اور دوسری طرف اپنی بیٹی کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار دیا۔ ایسی رپورٹس بھی ہیں کہ باپ نے کاروبار میں برکت کے لئے پندت سے دعا کے لئے کہا تھا تو اس نے مشورہ دیا تھا کہ بیٹی سے ایسا روزہ رکھاؤ۔

روزوں کی عمومی حالت:

جین مت کے لوگ عمومی طور پر بعض خاص مواقع پر روزہ رکھتے ہیں۔ جیسے سالگرہ پر۔ یوم وفات پر اور مذہبی تہواروں پر۔ تاہم کوئی بھی جینی کسی وقت بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ ان کے مندروں میں پنڈت اکثر روزے رکھتے رہتے ہیں۔ خصوصاً جب وہ محسوس کریں کہ مذہبی فرائض کی ادائیگی میں ان سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔ وہ عوام کو روزے کی تلقین کرتے ہیں کہ اس سے اپنے جذبات اور خواہشات پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے۔ گناہوں کی معافی ملتی ہے اور روحانی تہارت حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کو ترغیب دلائی جاتی ہے کہ اس غرض کے لئے ہر قمری ماہ میں دو ہفتے بعد روزہ رکھا کریں۔

روزوں کی اقسام:

جین مت میں کئی قسم کے روزے رکھے جاتے ہیں۔ اہم روزے درج ذیل ہیں۔

چاوا ویسار اپواس Chauvihar Upvas.

اس روزے میں ہر قسم کی خوراک اور پانی سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ یہ روزہ غروب آفتاب سے شروع ہو کر تیسرے دن کے طلوع آفتاب تک رکھا جاتا ہے۔ اس دوران کچھ نہیں کھایا پیا جاتا۔ یہ سب سے مشکل روزہ سمجھا جاتا ہے۔

ٹی ویسار اپواس Tivihar Upvas:

یہ روزہ بھی غروب آفتاب سے شروع ہو کر تیسرے دن کے طلوع آفتاب تک رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس میں دوسرے دن کی صبح سے شام تک پانی پیا جاسکتا ہے۔ پانی ابلا ہونا چاہیے۔

آیام بل Aayambil:

اس روزے میں صبح سے رات تک صرف ایک وقت کھانا کھایا جاتا ہے۔ عام طور پر دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں۔ اور پانی ابلا ہوا پیتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کھانے میں درج ذیل اشیاء شامل نہ ہوں:



اعتکاف اور اس کے مسائل

مکرم ظہور احمد بشیر صاحب، مربی سلسلہ۔ یو کے



اعتکاف کتنے دن بیٹھنا چاہئے؟

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے، جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم از کم دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے: ”حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ البتہ جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ بیس دن کا اعتکاف بیٹھے۔“

اعتکاف کب شروع ہوگا؟

اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ بیس رمضان کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھا جائے۔ اور عید کا چاند نظر آنے پر معتکف کا اعتکاف مکمل ہو جاتا ہے۔

رہنا بھی ایک رنگ میں اعتکاف ہی تھا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف العشر الاواخر)

آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپ کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔“

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں ”الَلْبَثُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِيَّةِ الْإِعْتِكَافِ“ یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

وَعَهْدَنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنِ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْمُكَافِرِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ - (البقرہ: 126)

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید دی حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک (اور صاف) رکھو۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول

آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے معتکف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے:

”رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے معتکف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے۔“

حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ۔“ (الفضل 3 نومبر 1914ء)

اعتکاف کس جگہ پر کیا جاسکتا ہے؟

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے: **وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ**۔

کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اعتکاف صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض) چنانچہ سارے آئمہ اس رائے پر متفق ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں:

”مسجد سے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔ جب باقاعدہ عام مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کی حالت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔“

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کی رہائش کا معقول اور مناسب انتظام نہیں تو گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اعتکاف کے دوران اگر عورت کے مخصوص ایام

شروع ہو جائیں تو وہ اعتکاف ترک کر دے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

کیا اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے؟

عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِالصَّوْمِ“ کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ آیت کریمہ **ثُمَّ اَتَمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الْاَيْلِ وَلَا تَبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ** کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپ کے صحابہ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور آئمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔

معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔ (یہ امر یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کا گھر مسجد کے ساتھ تھا)۔

کلی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جاسکتا ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام، باب المعتکف یعود المریض) انسانی حاجت سے مراد کیا ہے؟ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو

جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ

باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعائیں شامل ہونے، کھانا کھانے، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشابحت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ بعض روایات سے بھی اشارہ اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جاسکتا ہے مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس جانے لگیں تو آپ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ یہ گھر مسجد سے کافی دور تھا۔ (ابوداؤد، باب المعتکف یذل البیت لحاجہ) حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

”اعتکاف کے دوران جب بھی قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی۔“ (ابن ماجہ، کتاب الصوم، باب فی المعتکف یعود المریض) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ معتکف اپنے ذبیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”سخت ضرورت کے وقت کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے۔“

(بدر 21 فروری 1907ء)



مختلف مذاہب میں عید کے تہوار

(مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

مخصوص ہوتے ہیں۔ چودہ نيسان کے بعد سات دن تک بے خمیری روٹی کھائی جاتی ہے۔ اس موقع پر عبادت کی جاتی ہیں اور بنی اسرائیل پر خدا کے احسانوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ مذہبی کتب جیسے توراہ، مدراش اور طالمود وغیرہ سے اقتباسات پڑھے جاتے ہیں۔

چنانچہ عہد نامہ قدیم کی کتاب استثناء میں اس بابت لکھا ہے کہ

”تو ایب کے مہینے کو یاد رکھنا اور اس میں خداوند اپنے خدا کی فح کرنا کیونکہ خداوند تیرا خدا ایب کے مہینے میں رات کے وقت تجھ کو مصر سے نکال لایا۔ اور جس جگہ کو خداوند اپنے نام کے مسکن کے لئے چننے وہیں تو خداوند اپنے خدا کے لئے اپنے گائے بیل اور بھیڑ بکری میں سے فح کی قربانی چڑھانا۔ تو اس کے ساتھ خمیری روٹی نہ کھانا بلکہ سات دن تک اس کے ساتھ بے خمیری روٹی جو دکھائی

عید فح PASSOVER

عید فح کو بے خمیری روٹی کی عید یا عید فیر بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں اسے PASSOVER کہتے ہیں۔ PESACH بھی کہتے ہیں۔ یہودیت میں سب سے زیادہ اہمیت اسی عید کی ہے۔ اس عید کا آغاز مصر سے ہوا جب فح کا برہ ذبح کرنے کے سبب بنی اسرائیل کے خاندانوں کے پہلوٹھے ہلاک ہونے سے بچ گئے۔ بائبل میں اس کا ذکر وضاحت سے آتا ہے۔ عید فح کے ایام میں بے خمیری روٹی جسے HAG MATZOT کہتے ہیں اور کچھ دیگر مخصوص کھانے کھائے جاتے ہیں۔ اس عید کا کھانا ربیوں کی نگرانی میں تیار کیا جاتا ہے اور اس پر KOSH FOR PASSOVER لکھا جاتا ہے۔ بعض گھروں میں تو عید فح کے لئے علیحدہ برتن

ہر مذہب و قوم میں مذہبی اور تمدنی تہوار منانے کے طریق جدا جدا ہیں۔ اسلام نے بھی اس فطرتی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا، لیکن اس کی اصلاح کر دی۔ اسلام میں خوشیاں منانے کے طریق دوسرے مذاہب سے کئی پہلوؤں سے مختلف ہیں۔ ایک بنیادی پہلو یہ ہے کہ اسلام کے تہوار یعنی عیدین وغیرہ کی حکمت دیگر ایسی تقریبات سے مختلف ہے۔ مثلاً عید الفطر رمضان کی مشقت کے بعد آتی ہے اور عید الاضحیہ کا پس منظر قربانیوں سے منسلک ہے۔

یہودیت کے اہم تہوار اور عیدیں

یہودی مذہب میں تین بڑی عیدیں منائی جاتی ہیں جنہیں عید فح، عید پنیٹی کوسٹ اور عید خیام کہا جاتا ہے۔

روٹی ہے کھانا کیونکہ تو ملکِ مصر سے ہڑ بڑی میں نکلا تھا۔ یوں تو عمر بھر اس دن کو جب تو ملکِ مصر سے نکلا یاد رکھ سکے گا۔ اور تیری حدود کے اندر سات دن تک کہیں خمیر نظر نہ آئے اور اس قربانی میں سے جس کو تو پہلے دن کی شام کو چڑھائے کچھ گوشت صبح تک باقی نہ رہنے پائے۔ توفیح کی قربانی کو اپنے پھانگوں کے اندر جن کو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دیا ہو کہیں نہ چڑھانا بلکہ جس جگہ کو خداوند تیرا خدا اپنے نام کے مسکن کے لئے چنے گا وہاں تو فح کی قربانی کو اس وقت جب تو مصر سے نکلا تھا یعنی شام کو سورج ڈوبتے وقت گزرانا اور جس جگہ کو خداوند تیرا خدا چنے وہیں اسے بھون کر کھانا اور پھر صبح کو اپنے ڈیرے کو لوٹ جانا۔ چھ دن تک بے خمیری روٹی کھانا اور ساتویں دن خداوند تیرے خدا کی خاطر مقدس جمع ہو۔ اس میں تو کوئی کام نہ کرنا۔

(استثناء باب 16 آیت 1 تا 8)

پینٹی کوسٹ PENTECOST

عیدِ فح کے پچاس دن بعد گندم کی کٹائی کے اختتام پر عیدِ پینٹی کوسٹ منائی جاتی ہے۔ اسے ہفتوں کی عید، پہلے پھلوں کی عید اور فصل کاٹنے کی عید بھی کہا جاتا ہے۔ پچاس دنوں کی مناسبت سے اسے یونانی لفظ کی بنیاد پر پینٹی کوسٹ کہتے ہیں۔ عیدِ فح اور پینٹی کوسٹ کے درمیانی سات ہفتوں کے دورانیے کو OMER کا دورانیہ یا SEFIRAH یعنی گنتی کہتے ہیں۔ اس عید کے موقع پر گندم کی کٹائی پر خدا کا شکر کیا جاتا ہے۔ عبادت گاہ کو سجایا جاتا ہے۔ اس عید کے موقع پر توراہ کے مخصوص حصے اور دعا پڑھی جاتی ہے۔

چنانچہ عہد نامہ قدیم کی کتاب استثناء میں اس بابت لکھا ہے کہ

”پھر تو سات ہفتے یوں گنا کہ جب سے ہنسوالے کر فصل کاٹی شروع کرے تب سے سات ہفتے گن لینا۔ تب جیسی برکت خداوند تیرے خدا نے دی ہو اس کے مطابق اپنے ہاتھ کی رضا کی قربانی کا ہدیہ لاکر خداوند اپنے خدا کے لئے ہفتوں کی عید منانا اور اسی جگہ جسے خداوند تیرا

خدا اپنے نام کے مسکن کے لئے چنے گا تو اور تیرے بیٹے بیٹیاں اور تیرے غلام اور لونڈیاں اور وہ لاوی جو تیرے پھانگوں کے اندر ہو اور مسافر اور یتیم اور بیوہ جو تیرے درمیان ہوں سب مل کر خداوند اپنے خدا کے حضور خوشی منانا اور یاد رکھنا کہ تو ملکِ مصر میں غلام تھا۔“

(استثناء باب 16 آیت 9 تا 12)

عیدِ خمیام

سال کا آخری تہوار عیدِ خمیام ہوتی ہے یہ عید تشری کے مہینے کی پندرہ تاریخ کو زیتون، انگور اور دیگر فصلوں کی تکمیل پر منائی جاتی ہے۔ اسے /TABERNACLES SUKKOT / SUKKOTH بھی کہتے ہیں۔

ان دنوں میں اہل یہود خمیام یا جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ یہ عید اس بات کی یاد بھی دلاتی ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے فلسطین ہجرت کے دوران خمیاموں میں گذر بسر کرتے تھے۔ یہ عید ایک ہفتہ جاری رہتی ہے۔ اس موقع پر قربانیاں چڑھائی جاتی ہیں۔ عیدِ خمیام کے سلسلہ میں ہر ساتویں سال تمام شریعت پڑھ کر لوگوں کو سنانے کا بائبل میں ذکر موجود ہے۔ اس عید کے موقع پر آجکل بھی بعض یہودی اپنے گھروں میں خیمے لگا کر ایک ہفتہ ان میں قیام کرتے ہیں جنہیں مخصوص پودوں اور اشیاء سے سجایا جاتا ہے۔ اس موقع پر بھی مخصوص اقتباسات اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں عید کے آخری دن کو HOSH RABBA یا عظیم ہوشانا کہا جاتا ہے۔

چنانچہ عہد نامہ قدیم کی کتاب استثناء میں اس بابت لکھا ہے کہ

”جب تو اپنے کھلیان اور کوہلو کا مال جمع کر چکے تو سات دن تک عیدِ خمیام کرنا اور تو اور تیرے بیٹے بیٹیاں اور غلام اور لونڈیاں اور لاوی اور مسافر اور یتیم اور بیوہ جو تیرے پھانگوں کے اندر ہوں سب تیری اس عید میں خوشی منائیں۔ سات دن تک تو خداوند اپنے خدا کے لئے اسی جگہ جسے خداوند چنے عید کرنا۔ اس لئے کہ خداوند تیرا خدا تیرے سارے مال میں اور سب کاموں میں جن کو

تو ہاتھ لگائے تجھ کو برکت بخشے گا۔ سو تو پوری پوری خوشی کرنا۔“ (استثناء باب 16 آیت 13 تا 16)

عالمِ عیسائیت کی عیدیں

عالمِ عیسائیت میں بھی بہت سے تہوار منائے جاتے ہیں۔ بعض تہوار مخصوص عیسائی فرقوں سے منسوب ہیں جبکہ کچھ تہوار علاقائی طور پر منائے جاتے ہیں۔ سب سے مشہور عیسائی تہوار کرسمس اور ایسٹر ہیں۔

کرسمس:

یہ تہوار حضرت مسیح کی تاریخ پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس کی ابتداء رومن کیتھولک چرچ کے ذریعے ہوئی اور رفتہ رفتہ دیگر عیسائی فرقوں نے بھی اسے اختیار کر لیا۔ تاہم یہ بات اہم ہے کہ کچھ عیسائی حضرات 25 دسمبر کو حضرت مسیح کا یوم پیدائش نہیں مانتے اور اسی لئے وہ کرسمس نہیں مناتے۔ قرآن کریم نے بھی حضرت مسیح کی پیدائش کھجوروں کے پکنے کے موسم یعنی گرمیوں میں قرار دی ہے اور نئے عہد نامہ کے بعض حوالہ جات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ کرسمس اب ایک عالمی تہوار بن گیا ہے اسے دنیا کے مختلف حصوں میں الگ الگ طریق سے منایا جاتا ہے۔ اس دن مناجات کی جاتی ہیں، بچوں کو تحائف دیے جاتے ہیں اور عزیزوں اور رشتہ داروں کے گھر جایا جاتا ہے۔ کرسمس ٹری سجائے جاتے ہیں۔ کچھ علاقوں میں کرسمس کی تقریبات مہینہ بھر بھی جاری رہتی ہیں۔ ایسٹر:

یہ تہوار عیسائی عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح کی صلیب پر وفات اور دوبارہ زندہ ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہ ہر سال مارچ، اپریل کے مہینے میں منایا جاتا ہے۔ چودھویں کے چاند کے بعد آنے والا جمعہ GOOD FRIDAY کے طور پر منایا جاتا ہے اور اتوار کو ایسٹر کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مسیحی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کی جمعہ والے دن صلیب پر وفات ہوئی اور اتوار کو وہ دوبارہ جی اٹھے۔

ہندو پاک میں بعض اوقات مسیحی حضرات مسلمانوں کی طرز پر کرسمس کو بڑی عید اور ایسٹر کو چھوٹی عید بھی کہہ دیتے ہیں۔ ایسٹر کے دن عیسائی فرقوں میں خصوصی دعائیہ تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ اسی طرح موسیقی بجا کر اور شمعیں جلا کر اور دوسرے طریق اختیار کر کے اپنی خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح عالم عیسائیت میں اور بہت سے چھوٹے بڑے تہوار منائے جاتے ہیں جن میں ADVENT SUNDAY, ALL SAINTS DAY, ASCENSION DAY, FEAST OF EPIPHANY, LENT & ASH WEDNESDAY, PENTECOST نمایاں ہیں۔

ہندومت میں تہوار

ہندومت میں مذہبی اور ثقافتی دونوں قسم کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ مذہبی تہواروں میں مذہبی شخصیات کی پیدائش اور اہم واقعات کے دن منائے جاتے ہیں۔ سماجی اور ثقافتی لحاظ سے مختلف موسموں کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ ہندو ازم میں تہواروں کا مقصد برائی چھوڑ کر اچھائی اور تاریکی سے روشنی کی طرف آنا ہے۔

ہندو ازم کے تہوار مختلف علاقوں میں مختلف طریق سے منائے جاتے ہیں۔ پھر موسمی تہوار بھی منائے جاتے ہیں۔ نئے سال کے موقع پر بھی تہوار منائے جاتے ہیں۔ بعض تہوار پیشوں سے متعلق ہیں۔ دیوالی، ہولی اور بسنت زیادہ معروف تہوار ہیں۔ پھر مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے تہوار بھی منائے جاتے ہیں۔

دیوالی:

سب سے اہم قدیم ترین ہندو تہوار ہے۔ یہ دیپاولی اور عید چراغاں کے ناموں سے بھی معروف ہے، جسے ہر سال موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار روحانی اعتبار سے اندھیرے پر روشنی کی، جہالت پر علم کی، بُرائی پر اچھائی کی اور مایوسی پر اُمید کی فتح و کامیابی کی علامت سمجھا

جاتا ہے۔ اس کی رسومات پانچ دن جاری رہتی ہیں۔ اصل تہوار اماوس (یعنی چودھویں کا چاند) کی رات یا نئے چاند کی رات وسط اکتوبر اور وسط نومبر کے درمیان منایا جاتا ہے۔ دیوالی سے پہلے ہندو اپنے گھروں کی مرمت، تزئین و آرائش اور رنگ و روغن کرتے ہیں اور دیوالی کی رات کو نئے کپڑے پہنتے ہیں، دیے جلاتے ہیں، کہیں روشن دان، شمع اور کہیں مختلف شکلوں کے چراغ جلائے جاتے ہیں، لکشمی دیوی کی پوجا کی جاتی ہے، پٹانے داغے جاتے ہیں، خصوصی کھانوں اور دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ تحفے تحائف تقسیم کیے جاتے ہیں۔

ہولی:

موسم بہار کا ایک ہندو تہوار ہے، جس کی شروعات برصغیر سے ہوئی، یہ زیادہ تر بھارت اور نیپال میں قومی سطح پر منایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایشیا کے دیگر حصوں اور مغربی دنیا کے مختلف حصوں میں بھی منایا جاتا ہے۔ اسے رنگوں کا تہوار یا محبت کا تہوار بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تہوار برائی پر اچھائی کی فتح، سرما کا اختتام، بہار کی آمد، دوسروں سے ملنے، کھیلنے اور ہنسنے، معاف کرنے اور معافی مانگنے اور ٹوٹے رشتوں کو دوبارہ بحال کرنے کی علامت ہے۔ یہ اچھی فصل کے لیے شکرگزاری کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے تہوار ہیں جن میں دسہرہ، دھنتیرس، رام نوومی، مہاشوارتری، نرک چتوردشی، کرشن جنم اشٹمی، انوم یا پونگل، ہنومان جینتی اور بسنت وغیرہ شامل ہیں۔

اہل بیثرب میں خوشی کے تہوار

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل بیثرب دو دن کھیل کود کے لئے منایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ان دو دنوں کی کیا حقیقت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ جاہلیت کے زمانہ سے چلے آ رہے ہیں ان دنوں ہم کھیل کود کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان

کے بدلے دو دن عطا فرمائے ہیں جو ان سے بہتر ہیں۔ ایک عید الانبیاءؑ دوسرا عید الفطر۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ العیدین)

اسلامی عید کی حقیقت

حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ”رمضان گزر گیا اور وہ دن آ گیا جسے عید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رمضان ہمیشہ ختم ہو جاتے ہیں اور خدا اپنے بندوں کے لئے عیدیں بھیج دیتا ہے۔ لمبے سے لمبا عرصہ امتحان کا جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے رکھا ہے رمضان کا مہینہ ہے۔ تیس دن خدا کے بندے روزے رکھتے ہیں، بھوکے رہتے ہیں، پیاسے رہتے ہیں، شہوانی تقاضوں سے بچتے ہیں، راتوں کو جاگتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، تلاوت قرآن کریم زیادہ کرتے ہیں، ذکر الہی کرتے ہیں اور بعض تراویح بھی پڑھتے ہیں۔ غرض یہ تیس دن کا مہینہ دینی لحاظ سے عجیب لطف اور مزے کا مہینہ ہوتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے ایک امتحان ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بندے بھوکے اور پیاسے رہتے اور شہوانی تقاضوں سے اپنے آپ کو مجتنب رکھتے ہیں لیکن یہ ابتلاء ایک مہینہ کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور خدا اپنے بندوں کے لئے عید کا دن لے آتا ہے۔ اس طرح مومنوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں تو وہ ہمیشہ عارضی ہوتی ہیں اور ان کے بعد جلد ہی خوشی اور راحت کا دن آ جاتا ہے۔ (خطبات محمود جلد 1 صفحہ 321)

عید الہی ضیافت کا دن:

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ فرماتے ہیں کہ:

”جنہوں نے روزہ رکھا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صدقۃ الفطر دیں۔ یہ حکم قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَہَا فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ (بقرہ: 185) اور جو لوگ اس فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ طعام مسکین دیں۔ رسول کریم ﷺ نے تین رنگوں میں اس کی تفسیر فرمائی ہے۔

اول یہ کہ انسان عید سے پہلے صدقۃ الفطر دے۔ دوم، جو روزہ نہ رکھے وہ بدلے میں طعام مسکین دے۔

دائم المرض ہو یا بہت بوڑھا یا حاملہ یا مُرَضِعَہ (یعنی دودھ پلانے والی عورت۔ نقل) ان سب کے لئے یہ حکم ہے۔ سوم یہ کہ یہ الہی ضیافت کا دن ہے۔ پس مومن کو چاہئے کہ کھانے میں توسیع کر دے اور غرباء کی خبر گیری کرے۔ (خطبات نور صفحہ 411)

محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عید

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 12 جولائی 1983ء کو عید الفطر کے روز خطبہ عید میں بیان فرمایا: ”آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ متول کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں جو ان کے گھر میں زائد پڑی تھیں اور جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لئے مقدر تھیں وہ غریب بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے ساتھ لے جائیں اور وہ زائد پھل بھی جس نے زائد از ضرورت استعمال کی وجہ سے ان کو ہیضہ کر دینا تھا۔ غریب بچوں کو دیں تا کہ ایک دن تو ایسا ہو کہ ان کو بھی کچھ نصیب ہو۔ تو کچھ وہ پھل پکڑیں کچھ مٹھائیاں گھر سے اٹھائیں، کچھ بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے وہ آپ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں ہمارے ساتھ چلو، ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے، ان کو عید مبارک دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سٹکھ بانٹیں گے... ان کے حالات دیکھیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر بیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی تو کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے رب سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑے ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم

تیرے بڑے ہی ناشکر گزار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کر سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آ کر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذت پائیں کہ دنیا کے تہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہاء ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہاء سرور ان کو عطا ہوں گے۔ یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عید ہے۔ یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے۔ پہلے بھی یہی عیدیں تھی جو خدا نے عطا کی تھیں۔ لیکن بعد میں آنے والوں نے ان عیدوں کے مزاج بدل ڈالے۔ ان کے مضمون کو بھلا دیا۔ اپنی عید کے رنگ بگاڑ دیے تو وہ عیدوں کے مقاصد سے دُور جا پڑے۔ ان کے لئے وہ عیدیں، عیدیں نہ رہیں جو خدا اپنے مومن بندوں کو عطا کرنا چاہتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل 26 جولائی 1983ء صفحہ نمبر 5-1)

بقیہ: اعتکاف اور اس کے مسائل از صفحہ 26

بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

پس مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہو اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

(بشکریہ: الفضل انٹرنیشنل 8 نومبر، 15 نومبر 2002ء)

خطبہ عید سننے کے بارہ میں سوال کا جواب

سوال: ایک دوست نے دریافت کیا کہ دارقطنی میں ایک حدیث ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز عید کے بعد فرمایا کہ ہم خطبہ دیں گے، جو چاہے سننے کے لیے بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے، کیا یہ حدیث درست ہے؟ اس پر حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 اکتوبر 2020ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: خطبہ عید کے سننے سے رخصت پر مبنی حدیث جسے آپ نے دارقطنی کے حوالہ سے اپنے خط میں درج کیا ہے، سنن ابی داؤد میں بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ عید کے سننے کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی جس طرح خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے اور اسے مکمل خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی بنا پر علماء و فقہاء نے خطبہ عید کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عید کے لیے جانے اور دعاء المسلمین میں شامل ہونے کو نیکی اور باعث برکت قرار دیا ہے اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ایسی خاتون جس کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو وہ بھی کسی بہن سے عاریۃ اوڑھنی لے کر عید کے لیے جائے۔ اور ایام حیض والی خواتین کو بھی عید پر جانے کی اس ہدایت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعائیں شامل ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 27 اکتوبر 2020ء صفحہ 29)

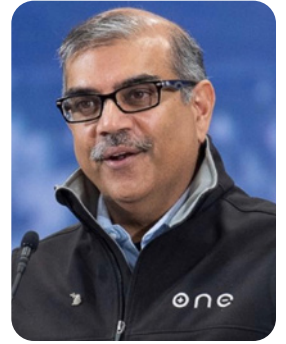
عید مبارک

قارئین اخبار احمدیہ جرمنی کی خدمت میں عید الفطر کے موقع پر دلی عید مبارک پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام عالم اسلام اور انسانیت کے لئے ہر لحاظ سے

بابرکت فرمائے اور

حقیقی خوشیاں نصیب فرمائے، آمین۔

(ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی)



گاڑیوں کے لیے بیٹریاں بنانے والی کمپنی کے بانی مکرم مجیب اعجاز صاحب کے ساتھ انٹرویو

ہو سکتے ہیں اور آئندہ ماحولیاتی اعتبار سے بھی پائیدار (دور رس نتائج کی حامل) توانائی کی طرف کس طرح جایا جائے۔ اسی سوچ کی وجہ سے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے اپنی عملی زندگی میں کیا کرنا ہے۔

میں Virginia Tech University کے قریب ایک قصبے میں بڑا ہوا۔ میرے والدین اس یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے اور وہیں مجھے بھی پڑھنے کا موقع ملا۔ اُدھر مجھے ایک solar car بنانے کا بھی اتفاق ہوا جو General Motors کی طرف سے ایک مقابلے کا حصہ تھا جس میں امریکا کی مختلف یونیورسٹیز شامل تھیں۔ اور یہ وہ پہلا موقع تھا جس میں میں نے batteries اور invertors وغیرہ کے ذریعہ مذکورہ بالا توانائی کا استعمال کیا۔ اس تجربہ کی بنیاد پر میں نے electric cars کے میدان میں تحقیق

اپنے خاندان میں۔ میرے تین بڑے بھائی ہیں اور ایک چھوٹی بہن ہے۔ یعنی ہماری کافی بڑی فیملی ہے۔ میری اہلیہ Columbus, Ohio سے ہیں، اور ہمارے تین بچے ہیں۔

میرے والدین دونوں طبیعیات (Physics) میں تعلیم یافتہ تھے اور دونوں نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور دونوں یہاں پروفیسرز بنے۔ میری تعلیم بھی اسی مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔ میرے والد صاحب کا شعبہ Nuclear Physics تھا جبکہ میری والدہ کا شعبہ Solar Physics تھا۔ میں نے متبادل توانائی Alternative Energies میں تخصص کیا تاہم ان دونوں ہستیوں کا میری سوچ پر بہت اثر رہا۔ ہماری آپس میں اس سلسلہ میں اکثر گفتگو ہوا کرتی تھی یعنی مستقبل کی توانائی سے متعلق کہ حیاتیاتی ایندھن (fossil fuels) یعنی تیل اور گیس کے علاوہ توانائی کے دوسرے کیا ذرائع

جدید گاڑیوں کی دنیا کی معروف شخصیت، (Our Next Energy) ONE نامی کمپنی کے بانی اور سابق صدر جماعت احمدیہ Silicon Valley امریکہ محترم مجیب اعجاز صاحب کچھ عرصہ قبل اپنے کاروباری دورہ پر جرمنی آئے تو اخبار احمدیہ جرمنی کی مجلس ادارت نے ان سے انٹرویو کی درخواست کی، جسے انہوں نے اپنی مصروفیت کے باوجود قبول کیا اور قریباً پینتالیس منٹ تک قارئین کے لئے بہت ہی معلومات افزا گفتگو کی،
فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اخبار: سب سے پہلے اپنے خاندانی تعارف کے سلسلہ میں ہمیں کچھ بتائیے۔

مجیب صاحب: میرے والدین کوئی پچاس سال پہلے لاہور سے امریکا آئے تھے اور اس لحاظ سے میں امریکا میں پیدا ہونے والی پہلی احمدی نسل سے ہوں

شروع کی اور پھر battery development کا میدان اختیار کیا۔

یہاں یہ ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ جب ہماری شادی ہوئی تو اس وقت میں Virginia Tech یونیورسٹی کے آخری سالوں میں تھا اور شمسی توانائی سے چلنے والی کاروں پر کام کر رہا تھا۔ اس دوران میری اہلیہ بھی اس ٹیم کا حصہ بن گئیں کیونکہ میں ہر وقت lab میں ہوا کرتا تھا اور وہ بھی وہاں آجایا کرتی تھیں۔ وہ solar cells تیار کرنے میں ہماری مدد کرتی تھیں جو ہمیں اس گاڑی کے لیے درکار تھے۔ یعنی ہماری باہمی زندگی کا آغاز 30 سال قبل electric car سے ہی ہوا کیونکہ ہم شروع سے ہی اس پر مل کر کام کر رہے ہیں۔

اخبار احمدیہ: مجیب صاحب، آپ ہمیں اپنی عملی زندگی سے متعلق آگاہ کیجئے۔ اس وقت تو آپ کمپنی ONE کے بانی و سرپرست (CEO) ہیں، اس سے پہلے آپ کن کمپنیوں سے منسلک رہے؟

مجیب صاحب: میں نے گاڑیوں کی ہی تین کمپنیوں میں اس سے پہلے کام کیا ہے اور میدان میرا electric vehicle ہی رہا۔ سب سے پہلے فورڈ موٹر کمپنی پھر A 123 Battery Systems (Lithium Ion Batteries بنانے والی) ایک کمپنی کے ساتھ منسلک رہا جو یہاں امریکا میں ہی گاڑیوں کے لیے بیٹریاں بناتی ہے۔ اور اس کے بعد تیسری کمپنی ہے Apple۔ ان تینوں کمپنیوں کا میری سوچ پر یقیناً اثر ہوا۔ کئی ہفتوں کی شبانہ روز عاجزانہ دعاؤں، ممبر خواہوں اور حضور انور ﷺ کو دو خطوط لکھنے کے بعد اور اس سلسلہ میں درکار مالی وسائل کی دستیابی کی مقبول دعاؤں کے بعد میں نے اپیل کمپنی کو چھوڑ کر 2020ء میں ONE نامی کمپنی کی بنیاد رکھی۔ کمپنی کا نام ONE رکھنے کی دو وجوہات تھیں۔ اول طور پر یہ مقصد حاصل کرنا تھا کہ آلودگی والے ایندھن سے آلودگی سے پاک برقی توانائی کی طرف جایا جائے۔ دوسری سب سے اہم وجہ خدائے

واحد و یگانہ کی واحدانیت کا ذکر مقصود تھا جس کے نام سے ہم انسانیت کی خدمت پر کمر بستہ ہیں۔

فورڈ کے ساتھ میں نے ان کے Electric Vehicle Devision میں بطور Lead Systems Engineer کام شروع کیا۔ مختلف اجزاء جیسے batteries اور خود گاڑی کی ضروریات کو متعین کرے کہ کس طرح یہ سب مل کر بہترین انداز میں کام کر سکتے ہیں۔ تو اس کام سے مجھے یہ علم حاصل ہوا کہ برقی توانائی سے چلنے والی گاڑی میں ان سب مختلف اجزاء کی ضروریات کیا ہوں گی کہ ایک مکمل نظام یعنی گاڑی بہترین انداز میں کام کر سکے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ میں نے یہ کام کیا جس سے مجھے مختلف صلاحیتیں حاصل ہوئیں جیسے Modelling Simulation, Vehicle Architecture and Design وغیرہ۔ اس کام کی بدولت میں Battery Development پر سوچنے لگا کہ یہ برقی توانائی سے چلنے والی گاڑی کا سب سے اہم حصہ ہے یعنی کہ ایسی بیٹری ہو جس کی صلاحیت اور دورانیہ بڑھ جائے۔ لہذا میں نے بیٹری سے متعلق مواد کا حفاظتی پہلوؤں کے بشمول زیادہ گہرائی سے مطالعہ شروع کیا، کیونکہ بیٹری سے متعلق حفاظتی پہلو بہت اہم ہوتا ہے تاکہ توانائی ایسے محفوظ طریقے سے پہنچے جس سے آگ لگنے کا خطرہ نہ ہو۔ یہ 1992ء کی بات ہے جب میں Ford کے ساتھ منسلک تھا۔ اس سے پہلے شمسی توانائی سے چلنے والی گاڑی پر میں نے 1988ء سے 1990ء تک کام کیا۔ اس کے بعد 1998ء کے لگ بھگ Ford نے Hydrogen Fuel Cell Cars بنانا شروع کیں تو اس پر بھی میں نے کچھ عرصہ کام کیا۔ Ford کی غرض اس سے یہ تھی کہ آلودگی سے پاک ایندھن بغیر emission کے چلنے والی گاڑی تیار ہو جس کی صلاحیت اور دورانیہ بہتر ہو کیونکہ اس زمانے میں بجلی سے چلنے والی گاڑی کی صلاحیت پچاس

سے ایک سو میل سے زیادہ نہ تھی۔ اس وقت ایسی Battery Technology دستیاب نہیں تھی جو سو میل سے بڑھے اور مارکیٹ کو پچاس سے ایک سو میل والی بیٹری میں دلچسپی نہیں تھی۔ اس لیے Hydrogen Fuel Cell کی طرف توجہ کی گئی تاکہ آلودگی سے پاک ایندھن والی گاڑی کی طرف آگے بڑھا جا سکے۔ لیکن ان کی بھی صلاحیت دو سو میل تک ہی رہی جو ناکافی تھی۔ اُس وقت Lithium-Ion Batteries پر کام ہو رہا تھا۔ تب میں نے فورڈ میں پہلا پروجیکٹ کیا تھا Lithium-Ion Batteries کے ساتھ جو 2006ء میں منظر عام پر آیا تھا۔ اُس وقت یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ اگر گاڑی کی بناوٹ میں کچھ ضروری تبدیلیاں کر لی جائیں تو Lithium Ion Batteries کے ذریعہ پیش رفت ممکن ہے۔ یعنی بیٹری کے لیے گاڑی کے نیچے ایک بڑی جگہ بنائی جائے۔ اس وقت ٹیکنالوجی اس قابل ہو چکی تھی کہ بیٹری کو اس طرح بنایا جاسکتا تھا کہ اڑھائی سو میل تک گاڑی چلانا ممکن تھا۔ یہ حد مارکیٹ کی دلچسپی کے لیے کم از کم تھی اور گو کہ مارکیٹ کو دلچسپی پیدا ہونا شروع ہو گئی مگر پوری مارکیٹ کو نہیں بلکہ ایک مخصوص حصے کو جس سے ابتدا کی جاسکتی تھی۔ اس میدان میں آنے کے بعد میں نے فورڈ کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور اپنی پوری توجہ اس بیٹری پر مرکوز کر دی۔

پھر میں نے حضور انور ﷺ سے ملاقات کی اور اس سلسلہ میں مشورہ مانگا اور آپ کی ہی رہنمائی میں بیٹریز پر Michigan میں کام کرنا شروع کیا جس میں بیٹریز کی صنعت کلاری ہوتی تھی۔ لہذا چھ سال میں نے گہرائی میں جا کر Cell-Development, Material Development اور کیمیائی مادوں کی تحقیق پر کام کیا۔ اس طرح سے 2008ء سے 2014ء تک A123 میں کام کیا۔ جب یہ کمپنی ایک چینی کمپنی نے خرید لی تو میں نے امریکی کمپنیز میں ہی رہنا مناسب سمجھا جو Lithium-Ion Batteries پر کام کر رہی تھیں۔ 2014ء میں Apple کے ساتھ منسلک ہو گیا جہاں

2020ء تک رہا اور اس کے بعد میں نے کمپنی ONE کی بنیاد رکھی۔

اخبار: ہمارے قارئین کے لیے یہ بہت دل چسپی کا باعث ہوگا۔ Apple کے ساتھ جب آپ کام کر رہے تھے تو آپ کا کام کن چیزوں پر تھا اس وقت؟ کیونکہ Apple تو Automobile Industry میں نہیں جانی جاتی۔

مجیب صاحب: میں اصل میں اپنے اس کام کا تذکرہ نہیں کر سکتا جو میں نے Apple میں کیا۔ لیکن میں مختصراً یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے چار چیزوں نے متاثر کیا اور میری سوچ کو تشکیل دیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کالج کی تعلیم سے میں نے Electric Vehicle کے بارے میں سیکھا بھی اور اس میں پہلا قدم رکھنے کا بھی مجھے موقع ملا۔ Ford میں میں نے System Engineering اور Product Development سیکھی۔ A123 نے مجھے بیٹریز کے بارے میں سکھایا۔ خصوصاً Design Development, Chemistry, Cells اور Manufacturing۔ یعنی باریک باتیں بیٹریز کی صنعت کے بارے میں۔ Apple میں جو کام تھا وہ بنیادی طور پر Product Development کا نہیں بلکہ صحیح ہدف سے متعلق تھا۔ اس میں market کو سمجھنا سیکھا اور ایسی خامی کو ڈھونڈنا سیکھا جسے Technology سے بھرا جاسکے۔ کیونکہ اس سے اس Technology کی قیمت یک دم بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ کمپنی جس کے پاس یہ Technology ہوتی ہے وہ قیمتی ہو جاتی ہے۔ تو ہمارا ہدف یہ تھا کہ ہم Electric Vehicle کی صلاحیت کو دوگنا کر دیں۔ دوسرا ہدف یہ تھا کہ ہم زیادہ دیر پامواد استعمال کریں جسے کہیں بھی تیار کیا جاسکے۔ تو Apple سے میں نے یہ سیکھا کہ کیسے Technology میں اپنے لیے خود ساختہ حدود کو توڑنا ہے اور یہ سوچنا کہ کیسے مارکیٹ میں انقلاب لانا ہے۔ اور اس کے لیے ٹیکنالوجی سے کس طرح کام لینا ہے۔

اخبار: آپ کا اپنی کمپنی The One قائم کرتے ہوئے کیا وژن تھا؟ آپ نے ابھی ڈگنی ریچ کی بات کی ہے آج کل اس کی کیا ریٹینگیٹ کی گئی ہے اور آپ کو کن چیلنجز کا سامنا تھا؟

مجیب صاحب: آج کل برقی گاڑیوں کی کمپنیاں تین سے ساڑھے تین سو میل یا پانچ سو کلومیٹر کی حد کی پیشکش کرتی ہیں۔ اور اگر آپ یہ کر لیتے ہیں تو آپ کو ایک اچھی مارکیٹ مل جائے گی جو برقی کاروں کو اپنانے لگی۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ یہ مکمل مارکیٹ نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حقیقت میں لوگوں کو یہ ریچ نہیں ملتی جو مشہور کی جاتی ہے اس کی نسبت 30 سے 40 فیصد کم کارکردگی دکھاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کاروں کی کارکردگی متعلقہ اداروں کی طرف سے دیئے گئے تخمینہ کے مطابق رکھی جاتی ہے۔ جبکہ اس کی اصل کارکردگی اس کے استعمال پر منحصر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہائی وے، موسم کی تبدیلی، سفری حالات یا پہاڑی سفر وغیرہ۔ یہ وہ حقیقی رکاوٹیں ہیں جن سے تقریباً ہر کوئی گزرتا ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا اداروں کی طرف سے دیئے گئے تخمینوں میں ذکر نہیں ملتا۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ریچ ڈگنی کر دیں گے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی ریچ 600 میل یا ایک ہزار کلومیٹر اور جب اس کو 30 فیصد کم بھی کر دیں گے تو آپ کو 400 میل سے زائد فاصلہ طے کرنے کی کارکردگی میسر ہوگی جو برقی کاروں میں بہت اچھی کارکردگی ہوگی۔ اس کارکردگی کو ہر کوئی خوشی سے قبول کرے گا۔

اخبار: آج کل برقی گاڑیاں بنانے والی سب سے ممتاز اور معروف کمپنی Tesla ہے۔ کیا آپ ان کے ساتھ بھی کام کر رہے ہیں یا کون سی کمپنیاں ہیں جن کے ساتھ آپ کام کر رہے ہیں؟ یا وہ کمپنیاں جو آپ کی تحقیق میں دلچسپی رکھتی ہیں؟

مجیب صاحب: میں صرف اس بارہ میں ہی بات کر سکتا ہوں جو منظر عام پر آچکی ہیں۔ ہم نے اس سال جون میں BMW کے ساتھ شراکت داری کا اعلان کیا ہے۔ ہم

نے عملی طور پر اس بات کا مظاہرہ کرنا ہے۔ ایک SUV جو تیاری کے مراحل میں ہے اس کی فاصلہ طے کرنے کی صلاحیت 600 میل تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ سب سے بڑا اعلان ہے جو ہم نے اپنی ٹیکنالوجی کے بارہ میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ 7 گاہک اور ہیں جن میں سے دو نامور کمپنیاں ہیں۔ دیگر کے بارہ میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اخبار: ایک ماہر طبیعت کے نقطہ نظر سے الیکٹرک ٹیکنالوجی اور ہائیڈروجن ٹیکنالوجی میں کیا فرق ہے؟ آپ کو مستقبل میں کیا نظر آتا ہے؟ کیونکہ اس صنعت میں کم حجم کے ساتھ طویل سفر کرنے والی بیٹریوں کا حصول ایک بڑا چیلنج ہے۔ مستقبل کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے اور کیا کوئی اور ٹیکنالوجی اس کی جگہ لے سکتی ہے جس سے ماحول میں آلودگی بھی نہ پھیلے؟

مجیب صاحب: آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ میں بھی اکثر اس بارہ میں سوچتا ہوں کہ اس کا مستقل بنیادوں پر کیا مستقبل ہو سکتا ہے۔ بہر حال توانائی پیدا کرنا اور توانائی کو محفوظ کرنا دو مختلف موضوعات ہیں۔ توانائی (بجلی) کئی طریقوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ مثلاً سورج، ہوا، ایٹم، ہائیڈروجن، گیس، کونکہ وغیرہ۔ بجلی پیدا کرنے کے لیے Non Fossil fuel کے علاوہ بھی زیادہ پائیدار طریقے موجود ہیں کیونکہ ہمارے پاس بجلی پیدا کرنے کے لیے بہت سے مختلف طریقے موجود ہیں۔

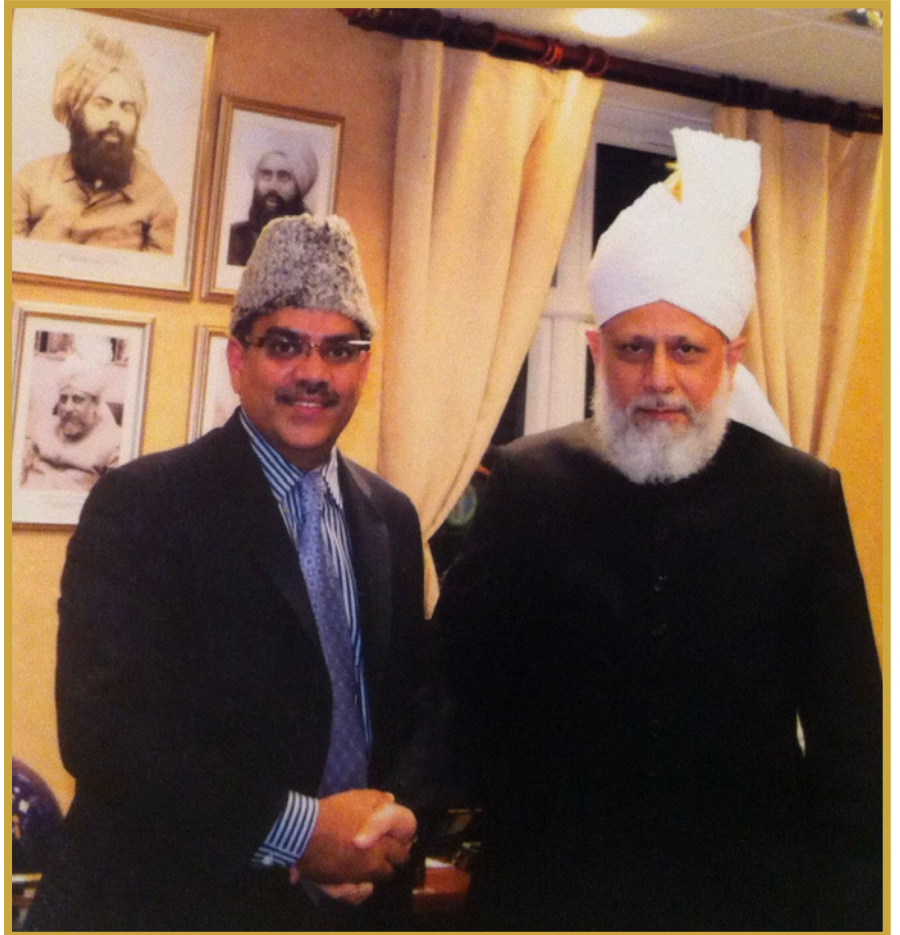
اگر آپ تیل یا پیٹرولیم مصنوعات کے بارے میں دیکھیں تو ان کے اندر ہائیڈروکاربن (CH) موجود ہوتے ہیں۔ زمین کو ان اجزا سے تیل بنانے میں لاکھوں سال لگتے ہیں جو کبھی بائیو ماس یا اس سے ملتے جلتے تھے۔ یہ عمل صرف Carbon Hydrogen (CH) سٹرنگ بنا سکتا ہے اور جب یہ تیل جلتا ہے تو اس کے نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO₂) ہی بنتی ہے۔ جبکہ میں بجلی کے متعلق بیان کر رہا ہوں جو ایسے ذرائع سے تیار کی جاسکتی ہے جو کاربن سے پاک ہے مثلاً ایٹم، سورج یا ہوا وغیرہ

اور اس کو گاڑی میں ذخیرہ کرنا اور اس کے بعد اسے بجلی میں تبدیل کرنا کافی محنت طلب کام ہے۔ لہذا بیٹری میں الیکٹرونز کو طویل مدت کے لیے ذخیرہ کرنا ایک بہتر حکمت عملی ہے۔ آج کل کی بیٹریاں ہائیڈروجن ایندھن کو ذخیرہ کرنے سے کم پیچیدہ اور زیادہ کارآمد ہیں۔ میرے خیال میں گاڑیوں میں توانائی کو ذخیرہ کرنے کے لیے بیٹریوں کا مستقبل طویل مدتی ہے۔

اخبار: ہم نے تکنیکی پہلو پر بہت گفتگو کر لی لیکن ہمیں یہ معلوم ہے کہ قارئین کو اس بات سے بھی دلچسپی ہوگی کہ آپ حضور انور ﷺ کے ساتھ رابطہ میں ہیں اور حضور انور ﷺ نے آپ کی کس طرح راہنمائی فرمائی ہے؟

مجیب صاحب: میں ایک ذاتی ملاقات کے بارہ میں بتاتا ہوں جو 2007ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ﷺ کے ساتھ ہوئی اور حضور سے Hydrogen fuel cell گاڑیوں کے متعلق رہنمائی لینا چاہی۔ کیونکہ میں اُس وقت اس پر کام کر رہا تھا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: یہ ٹیکنالوجی خاص لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے۔ آپ کیوں نہیں ایسا کام کرتے جو ہر خاص و عام کے لیے ہو؟

جیسے ہی میں ملاقات کر کے نکلا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس ایک ہی جملہ سے میری سوچ میں تبدیلی آ رہی ہے۔ اس بارہ میں جس پر مجھے یقین تھا اور پھر میں نے Hydrogen fuel cell اور Lithium-ion Battery کے مستقبل کے بارہ میں پڑھنا اور تحقیق کرنی شروع کر دی۔ پھر میں نے Hydrogen fuel cell کو چھوڑ کر Lithium ion Batteries کی ایک کمپنی میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا تاکہ Lithium-ion Batteries پر مزید تحقیق کر کے اس کے اندر توانائی کو بہتر طور پر ذخیرہ کیا جاسکے۔ یہ صرف ایک مثال ہے مگر میری کوشش ہوتی ہے کہ دوران سال حضور انور ﷺ کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ خطوط لکھوں اور ان میں مختلف امور کے بارہ میں رہنمائی حاصل



محترم مجیب اعجاز صاحب اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ﷺ کی خدمت میں

ہلکے وزن والے الیکٹرونز کو اٹھائیں۔ الیکٹرونز اس قدر ہلکے ہوتے ہیں کہ یہ چند سینٹیز میں ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ سکتے ہیں۔ آج کل توانائی کی معیشت اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے تو اس کو ذخیرہ کرنے کے لیے ایک اچھے پراڈکٹ کی ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے Lithium-ion بیٹریاں ہر صنعت میں استعمال ہو رہی ہیں چاہے وہ رہائشی و تجارتی عمارات ہوں یا ذرائع نقل و حمل، یہ بیٹریاں ہی زیر استعمال ہیں۔ چونکہ یہ توانائی کو اپنے اندر ذخیرہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ جہاں تک ہائیڈروجن سے توانائی کے حصول کا تعلق ہے تو یہ بھی ایک اچھا ذریعہ ہے۔ مگر جب آپ دونوں توانائیوں کو ذخیرہ کرنے کے حوالہ سے موازنہ کریں گے تو بیٹریوں میں توانائی ذخیرہ کرنا زیادہ آسان ہوگا۔

ہائیڈروجن کے ساتھ ایک قدرتی مسئلہ یہ ہے کہ اس کا اپنا تہا وجود نہیں ہے اور یہ ہوا سے بھی ہلکی ہے۔ پہلے اس کو تیار کرنا پھر تقسیم کے لیے مختلف مقامات پر ذخیرہ کرنا

سے۔ یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے کہ ہم کم از کم چھ ایسے مختلف ذرائع سے بجلی پیدا کر سکتے ہیں جو کاربن سے پاک ہے۔ اب ہم دوسرے موضوع کے متعلق بات کرتے ہیں۔ یعنی توانائی کو ذخیرہ کرنے کی۔ میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ قریباً 1930ء کی دہائی میں تیل کی دریافت ہوئی تھی مگر اس کی قدر اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک آئل ٹینکروں کی سہولت میسر نہیں ہوئی۔ جن کے ذریعہ تیل کی ترسیل سے ذخیرہ کرنا ممکن بنایا جاسکا۔ پھر ٹینکروں سے پیرلز میں منتقل کر کے ریجنل اور مقامی سطح تک ترسیل کو ممکن بنایا گیا۔ یہ تقسیم اور ذخیرہ اندوزی کا باضابطہ نظام ہے۔

ہم اس وقت بجلی کے حوالہ سے بات کر رہے ہیں۔ بجلی کہیں بھی پیدا کی جاسکتی ہے لیکن اس کو ذخیرہ کرنا بھی ایک اہم کام ہے۔ جب ہم گاڑیوں کی بات کرتے ہیں تو سب سے بہترین طریق بیٹریاں ہیں جس میں اسے ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا پڑے گا کہ ایسی بیٹریاں مناسب سائز، وزن اور قیمت کی ہوں تاکہ

کی ضرورت ہے، سمندری جہاز اور ہوائی جہاز کے لیے مزید پانچ گنا کے اضافہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ پانچ گنا اضافہ 30 سال کی مدت کے اندر اندر ہمیں حاصل ہو جانا چاہیے۔ تو مجھے لگتا ہے پہلے مکمل طور پر اگلے 30 سال مسافر بردار گاڑیاں پھر ٹرکوں کے بعد سمندری جہاز اور پھر ہوائی جہازوں کی باری آئے گی۔ جہاں تک پیٹرول اور پیٹرولیم کی صنعت ہے تو یہ بہت ہی مضبوط ہے ان سے بنی ہوئی مصنوعات کا ہمیشہ استعمال ہوتا رہے گا۔ اگر ہم ماضی کی طرف نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ

پہلے بھاپ Steam کا استعمال تھا، اس کے بعد تیل اور پیٹرولیم نے جگہ لے لی اور اب Electrification اُبھر کر منظر عام پر نظر آرہی ہے۔ ہم نے بھاپ کا استعمال بند نہیں کیا اگرچہ بہت ہی محدود پیمانہ پر اس کا استعمال ہو رہا ہے اسی طرح مجھے نہیں لگتا کہ ہم تیل کا استعمال مکمل طور پر بند کر دیں گے بلکہ اس کا بھی محدود استعمال جاری رہے گا کیونکہ Electrification مستقبل میں عام آلات کے استعمال کو آسان بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ شمسی توانائی والی بیٹری کی افادیت کو ذہن میں رکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہماری عمارتیں، گھر اور کاریں اس کے ذریعہ چلا کر لیں گی۔ جب میں اپنی کار کو چارج کر کے کام پر آتا ہوں، جو آج میں کر رہا ہوں اور اس کے لئے عمارت کا استعمال کر رہا ہوں گا۔ اور شاید مستقبل میں اپنے گھر سے شمسی توانائی کو ایک بیٹری میں منتقل کر کے اپنے ساتھ آفس لے کر جاؤں اور اس بیٹری کے ذریعہ سے میں اپنے دفتر کو بجلی فراہم کروں۔ اس طرح سے آپ توانائی کی نقل و حرکت کو بھی تبدیل ہوتا دیکھیں گے۔ اس کو مقامی طور پر Generate کیا جائے گا اور پھر گاڑیوں کے ذریعہ آگے پہنچایا جائے گا۔ میرے خیال میں مستقبل کی ٹیکنالوجی ابھی آئی تو نہیں مگر بہت جلد آنے والی ہے۔

اخبار: آخر پر آپ ہمارے پڑھنے والوں کو کیا نصیحت کرنا چاہیں گے؟

مجیب صاحب: جی ضرور، سب سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ جب آپ اپنے ذہن میں اپنے کیریئر کے متعلق سوچتے ہیں تو بحیثیت احمدی ہمیں یہ معلوم ہونا



The ONE کمپنی Michigan امریکہ میں گاڑیوں کی بیٹریوں کی تیاری کے مراحل

فیول کا استعمال کب تک ختم ہوگا اور اگر ایسا ممکن ہے تو کیا Auto Mobile کی صنعت اتنی بالغ ہوگئی ہے کہ وہ Renewable Energy اور Emission Free جیسے ذرائع کو اپنائے؟

مجیب صاحب: مجھے یقین ہے کہ میں آپ کو کچھ واضح مثالیں دے سکتا ہوں کہ ٹیکنالوجی کے ساتھ اس صنعت کا ارتقا کیسے کام کرتا ہے اور میرے خیال میں ہم اس وقت اسی راستے پر گامزن ہیں۔ ایک وقت تھا کہ Nickel Metal Hybride بیٹریز کا استعمال سیل فون اور خصوصی طور پر Prius Hybrid جیسی گاڑیوں میں ہوتا تھا مگر اب اس کو تبدیل کر کے Lithium-Ion بیٹریز کے ساتھ کر دیا گیا ہے اور اب اس کا استعمال ہر سیل فون اور الیکٹرک گاڑی میں نظر آتا ہے۔ الیکٹرک گاڑیوں کی مارکیٹ اتنی تیزی سے اُبھر رہی ہے کہ میرے خیال میں اگلے تیس سال کے عرصے میں تقریباً تمام مسافر گاڑیاں الیکٹرک گاڑیوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔ مجھے نہیں لگتا کہ 2050ء میں ہمیں پیٹرول سے چلتی ہوئی گاڑیاں نظر آئیں گی، اُس وقت صرف الیکٹرک گاڑیوں کی مارکیٹ ہوگی۔ وقت کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی بڑھتی رہے گی اور ان بیٹریز کی صلاحیت (Range) بھی بہتر ہو جائے گا اور پھر ہمیں دورانیہ کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ البتہ جب ہم Heavy Trucks بحری یا ہوائی جہاز کی بات کرتے ہیں تو اس ٹیکنالوجی کو مزید آگے بڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ اس کی ڈیمانڈ کو پورا کیا جاسکے۔ Heavy Trucks کے لیے آپ کو مزید دو گنا

کروں جو میرے ذہن میں ہوتے ہیں۔ پھر اس رہنمائی کی روشنی میں اپنے کاموں کو ترتیب دوں۔ آپ اسے اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں جیسے ہم سب حضور انور ﷺ کی ہدایات اور رہنمائی سے اپنے کاموں میں بہتری لائیں اور اپنی توانائی اُسی ہدف پر لگائیں۔ یہ بات میرے لیے بہت ہی واضح ہے کہ حضور انور ﷺ کی ہدایات اور رہنمائی ہی ہمیں بہتر راستے پر چلا سکتی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کا اپنی زندگی میں مشاہدہ کیا ہے۔ میدانِ عمل میں قدم رکھنے سے لے کر اس کمپنی کی بنیاد رکھنے تک میں نے ہر مرحلہ اور ہر قدم پر حضور انور ﷺ کی خدمت میں خطوط لکھ کر اجازت چاہی۔ میں اپنے آپ کو ایک Tool کی حیثیت سے دیکھتا ہوں جو ایک Tool box میں پڑا ہوتا ہے جو اس وقت حرکت میں آتا ہے جب اس کا مالک اس کو حرکت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ میں ہمیشہ خلافت کی طرف دیکھتا ہوں جب بھی مجھے رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اور میرے خیال میں کچھ بھی کرنے سے پہلے خلافت سے رہنمائی لینی چاہیے۔ میں علی وجہ البصیرت یقین رکھتا ہوں کہ میری کمپنی کی ترقی بھی خلیفہ وقت ﷺ کی دعاؤں کے بغیر ممکن نہیں تھی صرف دو سال کے اندر ہی میری کمپنی کے کارکنان کی تعداد 150 ہوگئی ہے اور اسی طرح تقریباً ایک بلین سے کچھ کم رقم ہماری کمپنی کو بطور فنڈز ملتے ہیں۔ یہ عموماً ایسا نہیں ہوتا، اس ترقی کے پیچھے ہماری کوششوں کے علاوہ لازماً خلیفہ وقت کی دعائیں کام کر رہی ہیں۔

اخبار: گاڑی چلانے والوں کی طرف سے ایک سوال یہ بھی اُٹھتا ہے کہ آپ کے خیال میں پٹرول اور ڈیزل

نوٹ: اخبار احمدیہ کی جانب سے انٹرویو 4 جولائی 2022ء کو کیا گیا جس میں مکرم الیاس منیر صاحب، مربی سلسلہ، مکرم حسنا احمد صاحب، واقف زندگی و نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی M.Sc. Physics اور مکرم فیروز ادیب صاحب مدیر اخبار احمدیہ شامل ہوئے۔ انگریزی زبان میں لیے گئے اس انٹرویو کو مکرم مدبر خان صاحب اور مکرم سید سعادت احمد صاحب نے اردو تحریر میں ڈھالا، فجزاہم اللہ احسن الجراء۔

سے بھی لاہور آنے والے آپ کے ہاں ٹھہرتے حضرت چراغ دین صاحب کے ایک بیٹے حضرت محمد حسین صاحب تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”مرہم عیسیٰ“ کا نام دے دیا تھا اور وہ اسی حوالہ سے جانے جاتے ہیں۔ ان کے بیٹے ماسٹر نذیر حسین صاحب تھے جنہوں نے قادیان اور ربوہ میں بھی پڑھایا اور ان کے شاگردوں کی طویل فہرست ہے اور اس کے بعد میری والدہ تھیں۔ یہ تینوں بزرگ حضرت مسیح موعود کے صحابہ میں سے تھے۔

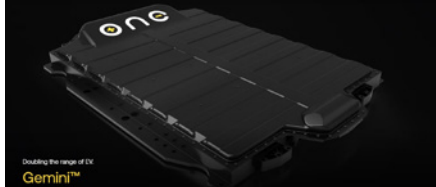
چاہیے کہ ہماری خداداد صلاحیتیں کیا ہیں۔ جن کے بارے میں ہم پرجوش ہیں اور پھر آپ جماعت اور خلافت کے ذریعے رہنمائی حاصل کریں تاکہ آپ اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کر سکیں۔ اس جماعت کو ترقی دینے کے لیے مختلف صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ صرف سائنس، طب یا قانون دانی ہی نہیں بلکہ مارکیٹنگ، کمیونیکیشن اور کاروباری ترقی ان سب شعبوں کا مجموعہ ہونا چاہیے۔ ہم سب کے اندر کوئی نہ کوئی صلاحیت موجود ہے اور میری مثال میں بیٹریز اور Electrification کے بارے میں میری سوچ اور صلاحیت ہے جسے خلافت سے رہنمائی حاصل کر کے ترقی ملتی چلی گئی۔ آپ کو صرف یہ تلاش کرنا ہے کہ وہ کیا ہے جس کے بارے میں آپ پرجوش ہیں۔ پھر اس کو ذہن میں رکھ کر اس پر عمل شروع کر دیں اور اس شعبے میں جس کے بارے میں آپ اتنے پرجوش ہیں دنیا کے لیے ایک عالمی رہنما بننا ہے۔ آپ بس اس سیڑھی کو تلاش کریں اور پھر اس پر چڑھنا شروع کر دیں۔ جماعت کے ساتھ تعلق سے ہی آپ کو وہ منزل اور سیڑھی ملے گی جس پر چڑھ کر آپ دنیا کے لیے ایک رہنما بن سکتے ہیں۔ اور میں دعاؤں کے ساتھ اور خلافت سے رہنمائی اور خطوط اور ملاقات کے ذریعہ سے اور خلیفہ وقت کی بات کو غور سے سن کر ہی کامیاب ہوا ہوں۔ جب آپ خلیفہ وقت سے راہنمائی حاصل کریں گے تو یقیناً آپ بھی صحیح راستے پر رہیں گے۔

محترم مجیب صاحب کی کمپنی The ONE گاڑیوں کی بیٹریاں بنانے کے لیے مختلف منصوبوں پر کام کر رہی ہے۔ جن میں بجلی پیدا کرنے والے، بجلی محفوظ کرنے والے گرڈ سٹیشن شامل ہیں۔ تاہم ان کی بنیادی پیداوار مختلف نوعیت کی بیٹریاں ہیں۔ ان میں Aries™ I اور Aries™ II کے بعد Gemini™ نامی بیٹری جدید ترین ٹیکنالوجی کی حامل ہے۔ اس بیٹری کے ساتھ 600 میل یعنی ایک ہزار کلومیٹر تک سفر طے کیا جاسکتا ہے اور یہ حد اس وقت تک سب سے زیادہ ہے۔

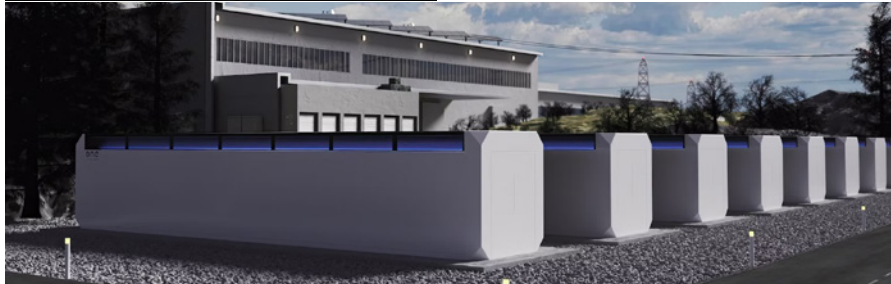
لجے سفروں کے لئے بجلی کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ یہ بیٹری دیگر بیٹریوں کی نسبت سستی بھی ہے اور تیار ہونے میں بھی کم وقت صرف ہوتا ہے۔ ان بیٹریوں کو چارج کرنے کے لئے بہت وسیع پیمانہ پر گرڈ سٹیشن بھی بنائے ہیں۔ ان میں 20 سے 40 MWh تک کے مختلف ڈبے ہیں جو 2,3,6 MWh صلاحیت کے حامل ہیں اور ان سے سینکڑوں بیٹریاں چارج کی جاسکیں گی۔ کیمیائی فارمولہ LFP سے تیار شدہ یہ گرڈ سٹیشن شمسی توانائی کے ساتھ ہوائی پکیوں کے ذریعہ چارج کئے جائیں گے۔ اس طرح سے ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کا استعمال نہ ہوگا۔ یہ گرڈ سٹیشن سردست Virginia میں تعمیر کئے گئے ہیں تاہم مستقبل میں متعدد مقامات پر تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔

اخبار: ہم آپ سے یہ بھی جاننا چاہیں گے کہ احمدیت کب آپ کے خاندان میں آئی اور کیا آپ کے خاندان میں کوئی صحابی بھی گزرے ہیں؟

مجیب صاحب: میری والدہ کا شجرہ نسب حضرت چراغ دین صاحب سے جا کر ملتا ہے۔ موصوف اور آپ کے والد صاحب کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ دوستانہ تعلق تھا۔ حضرت چراغ دین صاحب لاہور کے رئیس تھے اور آرکیٹیکٹ تھے اور لاہور کے ریلوے سٹیشن کے بھی آرکیٹیکٹ تھے۔ وہ لاہور کے ممتاز جاگیر دار تھے اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لاتے تو آپ کے ہاں قیام فرماتے، اسی طرح حضور کے افراد خاندان میں



The One کمپنی کی طرف سے تیار کی گئی بیٹریوں کی اقسام



صنعتی مقاصد کے لیے بجلی کی ضروریات کو پورا کرنے والے گرڈ سٹیشن کا ماڈل جسے The One کمپنی نے تیار کیا ہے

”کیا حرف و بیباں میں ہے تاثیر، نظر آئی“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ساتھ مر بیان سلسلہ جرمنی کی بذریعہ مواصلاتی رابطہ ملاقات



احباب جماعت کے ساتھ ذاتی رابطوں پر زور دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے فرمایا کہ افراد جماعت سے ذاتی رابطے مضبوط ہونے چاہئیں، پھر ہی آپ کو پتہ چلے گا کہ کس کی کیا حالت ہے۔ گھروں میں امن کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر افراد جماعت کے دلوں میں کوئی سوالات ہیں تو مناسب جواب سے شکوک کو دور کریں۔ ہدایات سے نوازنے اور نصائح فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے مختلف مر بیان کو ازراہ شفقت مخاطب کر کے ان سے گفتگو فرمائی اور ان کے کاموں کا جائزہ بھی لیا۔ اس دوران بعض مر بیان کے سوالات کے جوابات بھی عطا فرمائے، ایک مر بی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی کی ایک ویڈیو کا ذکر کر کے آخری زمانہ میں خلافت کے اپنے اختتام تک پہنچنے کے بارے میں سوال کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے دو ٹوک انداز میں فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی جب خلافت پر متمکن ہوئے تو پہلا جو بیان دیا تھا وہ یہ تھا کہ آج میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ اب خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے، جو بڑے سے بڑا خطرہ تھا وہ گزر گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے دعوے اور پیشگوئیاں ابھی پوری نہیں ہوئیں بلکہ آہستہ آہستہ ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے فرمایا تھا کہ ابھی 300 سال بھی نہیں ہوں گے کہ احمدیت کی اکثریت ہو جائے گی، وہ زمانہ تو ہم نے ابھی دیکھا نہیں۔ اس لئے خلافت کا زمانہ ابھی بہت لمبا چلنا ہے۔

اللہ تعالیٰ مر بیان سلسلہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی جملہ ہدایات اور نصائح پر بدل و جان عمل کرتے ہوئے اپنے آقا کے لئے باعث راحت و قرار بننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

کوشش کریں۔ تربیت کے لئے عاجزی اختیار کرنی پڑے گی اور اپنے اعلیٰ نمونے قائم کرنے ہوں گے، اس ضمن میں نوجوان مر بیان کو سینئر مر بیان اپنے نمونے دکھائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ تعلق باللہ سے متعلق یہ ایمان افروز واقعہ سنایا کہ کل ہی مجھے ایک خط آیا کہ بورکینا فاسو کے ایک احمدی کو اغواء کر لیا گیا تھا۔ وہ اس نے بتایا کہ وہ دعا کرتا رہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، اسلام سچا ہے اور مسیح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ جو آنے والا تھا وہ آ گیا ہے اور میں نے اسے مان لیا ہے تو کوئی معجزہ دکھا اور میری ان لوگوں سے رہائی کے سامان پیدا فرما اور شرط بھی اس نے یہ لگادی کہ میں چاہتا ہوں کہ 10 تاریخ (مارچ 2023ء) کا جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھوں۔ کہتے ہیں کہ یہ دعا کر کے میری تسلی ہوگئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نشان بھی دکھا دیا کہ ہاں رہائی بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ 9 تاریخ کو وہ رہا ہو کر آ گیا اور جمعہ پڑھ لیا۔ تو اس طرح ایمان افروز واقعات کیوں ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ تو مہنتی سے پیار کرتا ہے۔ پس اس لحاظ سے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ جب ہم جائزے لیتے ہوئے کمزوریوں کو دور کرتے رہیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم کامیاب بھی ہوں گے اور کاموں میں برکت بھی پڑے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے بعض مر بیان سلسلہ کی طرف سے بذریعہ خطوط پوچھے جانے والے سوالات کے بارہ میں نصیحت فرمائی کہ پہلے خود ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کیا کریں۔ تاہم جو گہرے فقہی مسائل سے متعلق سوالات ہوں، ان کے بارے میں ضرور استفسار کر لیا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے مورخہ 13 مارچ 2023ء کو اسلام آباد (یو کے) سے بذریعہ مواصلاتی رابطہ جماعت احمدیہ جرمنی کے مر بیان سلسلہ کو ملاقات کا شرف بخشا۔ ملاقات کے لئے جرمنی سے 126 مر بیان سلسلہ بیت السبوح فرانکفرٹ کے بڑے ہال میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ساڑھے بارہ بجے سکرین پر جلوہ افروز ہوئے اور دعا کروائی۔

ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہنے والی اس روح پرور ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے مر بیان سلسلہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بہت سی ہدایات اور قیمتی نصائح سے نوازا، جن میں ذاتی اصلاح، تبلیغ کے لئے کوشش، تلاوت قرآن کریم اور مطالعہ کتب، احباب جماعت سے مضبوط روابط، نوجوانوں کے سوالات کے تسلی بخش جوابات اور کئے جانے والے سوالات کے جواب خود تلاش کرنے جیسے امور شامل تھے۔

ذاتی اصلاح سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے فرمایا کہ نماز تہجد کی طرف توجہ ہونی چاہیے اور قرآن کریم کے کم از کم آدھے پارہ کی روزانہ تلاوت کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عملی نمونہ بننے سے ہی آپ کے کام میں برکت ہوگی۔ اسی طرح ایک چارٹ بنانے کی ہدایت فرمائی جس میں لکھا ہو کہ سارا دن کیا کام کرتے رہے۔ مرکزی نمائندے ہونے کے ناطے آپ کے لباس اور اٹھنے بیٹھنے میں دوسروں کی نقالی نہیں ہونی چاہیے۔ اخلاقی نمونہ ہو، علم ہو اور علمی مجالس لگانے والے بھی ہوں۔ علم و عمل میں مسلسل ترقی کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ایک جگہ رک جانے سے کچھ عرصہ بعد زوال شروع ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ ایک قدم آگے رہنے کی



اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی



جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاء اللہ ماہ ستمبر 2023ء سے ہو رہا ہے۔ تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواست صدر جماعت و لوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 15 مئی 2023ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوادیں۔ تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہو گا جو زیادہ تر نصاب و قف نو اور عام دینی معلومات میں سے ہو گا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہو گا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے امیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہو گا۔

1- امیدوار Abitur پاس کر چکا ہو۔ تاہم استثنائی صورت میں میٹرک (Realschulabschluss) پاس امیدوار کی درخواست بھی زیر غور لائی جاسکتی ہے۔

2- استثنائی امیدوار (Realschulabschluss) کی عمر 18 سال اور Abitur پاس امیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

3- امیدوار کو قرآن کریم صحت تلفظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4- امیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہو نیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5- جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6- بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7- کسی دوسرے ملک سے جرمنی آکر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہو سکتی ہیں لیکن اس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8- امیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9- داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملا کر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10- امیدوار ان سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقف نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دعائیں کرتے رہیں۔

11- داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔ یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ www.jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں۔

مرچ مصالحے، ہلدی، دھنیا، چینی، گھی، شہد، دودھ، دہی، پنیر اور لسی، چائے اور کافی۔ کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کا ذائقہ میٹھا، ترش، چٹ پٹہ ہو البتہ گندم۔ چاول، چنے اور دالیں وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور کھانے کی تیاری میں نمک اور کالی مرچ کی اجازت ہے لیکن مکھن۔ گھی یا تیل کی اجازت نہیں۔ یہ روزہ اس لئے مشکل ہوتا ہے کہ اس میں پھینکی اور بد مزہ خوراک کھانی پڑتی ہے۔

ایکا سانا Ekasana:

اس روزے میں دن میں ایک بار پورا کھانا کھایا جاتا ہے۔

بیاسانا Biyasana:

اس روزے میں ایک دن میں دو دفعہ کھانا کھانے کی اجازت ہے۔

ڈوویحار Duvihar:

اس روزے میں غروب آفتاب کے بعد دوسرے دن شام تک کچھ نہیں کھایا جاتا۔ تاہم پانی۔ دودھ اور ادویات لی جاسکتی ہیں۔ یہ روزہ بیماروں کے لئے ہے۔

آتھائی Athai:

یہ ایسے روزے ہیں جو 9، 8، 16 دن تک رکھے جاتے ہیں۔ ان میں کھانا نہیں کھایا جاتا اور صرف ابلا ہوا پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسے روزے بھی ہیں جو ایک ماہ تک رکھے جاتے ہیں۔ اور بعض روزے ایک دن چھوڑ کر رکھے جاتے ہیں۔ یہ صبح سے شام تک کے ہوتے ہیں۔ غیر مذاہب میں روزوں کی اقسام اور قواعد و ضوابط کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اور ان سب کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل ذرائع سے استفادہ کیا گیا ہے۔

1- تفسیر کبیر جلد دوم۔ سورہ البقرہ۔

2- Talmud selections by H Polano
The Bible, Wikipedia, YouTube.



برائے عطیہ جات



مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمتِ خلق آست

ترکیہ اور شام کے زلزلہ زدگان کے لیے ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کی خدمات

رپورٹ: مکرم مظفر احمد صاحب، وائس چیئرمین، ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی



Humanity First
Serving Mankind

بھی 18 مختلف مقامات پر 2 لاکھ تیرہ ہزار سے زائد کھانے کے پیکٹس تقسیم کئے۔ ضرورت مندوں کو موسمی اثرات سے بچانے کے لیے 6,601 کمبل اور 10,513 کپڑوں کے جوڑے عطیہ کئے گئے۔ عارضی رہائش کے لیے 225 خیمے اور 800 فیملی کیئر کٹس بھی تقسیم کیں، جن میں حفظانِ صحت کی اشیاء شامل ہیں۔ ترکیہ میں ہیومینیٹی فرسٹ ٹیم کے 100 سے زائد افراد اور 45 ڈاکٹرز کے علاوہ دیگر تنظیموں اور رضا کاران خاص طور پر ترک ہلالِ احمر نے ہمارے کام میں مدد کی جن کی تعداد 1200 کے قریب ہے۔ مجموعی طور پر ہمارے رضا کاروں نے ضرورت مندوں کی مدد کے لیے 7,807 گھنٹے خدمتِ خلق میں صرف کئے۔ رمضان المبارک میں بھی ضرورت مندوں کو گرم کھانا اور طبی امداد فراہم کی جا رہی ہے۔ بیلن کے علاقہ میں متاثرین

حماد ہیٹر صاحب (وائس چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی) اور ڈاکٹر رضا شریف رحمن صاحب زلزلہ کے اگلے روز ہی ترکیہ پہنچ گئے۔ اسی طرح مقامی طور پر صدر صاحب جماعت احمدیہ ترکیہ مکرم صادق احمد بٹ صاحب (مرہبی سلسلہ) اور ہمارے ٹرک احمدی دوست مکرم محبت اوند صاحب نے بھی فوری طور پر زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں پہنچ کر ممکنہ ذرائع سے امدادی کاموں کا آغاز کر دیا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کی ٹیم کو زلزلہ زدگان کی امدادی کارروائیوں میں جن خدمات کی توفیق ملی، ان کی تفصیل پیش خدمت ہے:

اب تک جاری میڈیکل کیمپس کے ذریعے 5,909 افراد کو ابتدائی طبی امداد فراہم کی گئی جبکہ متاثرین میں 9,731 دواہیں تقسیم کی گئیں۔ فیلڈ کچن (انگر) نے

مؤرخہ 6 فروری 2023ء کی صبح ترکیہ کا جنوب مشرقی علاقہ خوفاک اور ہلاکت خیز زلزلہ کے جھکوں سے لرز اٹھا۔ اس کے جھکے شام کے شمال مشرق اور لبنان تک محسوس کئے گئے۔ اب تک کی اطلاعات کے مطابق اس اندوہناک قدرتی آفت میں پچاس ہزار سے زائد قیمتی انسانی جانیں لقمہ اجل بن چکی ہیں۔ پلک جھپکتے ہی شدید سردی کے موسم میں کئی لاکھ افراد بے گھر ہو کر کھلے آسمان تلے آ گئے۔

اس قدرتی آفت کے بعد دنیا کی بہت سی فلاحی ورفاہی تنظیمیں متاثرین کی مدد کے لئے میدانِ عمل میں کود پڑیں۔ جماعت احمدیہ کی رفاہی تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ بھی پہلے دن سے اس خدمت میں پیش پیش ہے۔ مختلف ممالک سے آنے والی ہیومینیٹی فرسٹ کی امدادی ٹیموں میں جرمنی کی جانب سے ہراول دستہ کے طور پر مکرم

جرمنی میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا انعقاد

جماعت احمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ اس سال بھی جماعتی روایات کے مطابق جلسہ یوم مصلح موعود منانے کی توفیق ملی۔ اس مناسبت سے بہت سی جماعتوں، لوکل امارات اور جامعہ احمدیہ جرمنی نے اپنی اپنی سہولت کے مطابق 19 فروری تا 26 فروری 2023ء کے دوران جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا۔ ہر جگہ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ ہوا۔ بعد ازاں حضرت مصلح موعود کی حیاتِ طیبہ و پیٹنگائی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں اور افرادِ جماعت کی اس سلسلہ میں ذمہ داریوں کے عنوان پر مریہ بیان سلسلہ اور دیگر مقررین نے تقاریر کیں۔ احباب جماعت نے اس موقع پر گھروں میں اچھے کھانوں کا اہتمام بھی کیا۔

مندرجہ ذیل مقامات پر جلسہ یوم مصلح موعود میں افرادِ جماعت بڑی تعداد میں شریک ہوئے:

| شاملین | تاریخ | لوکل امارت / جماعت | نمبر |
|--------|------------|--------------------|------|
| 236 | 19.02.2023 | L.A Mannheim | 1 |
| 590 | 19.02.2023 | L.A Frankfurt | 2 |
| 211 | 19.02.2023 | L.A Offenbach | 3 |
| 755 | 27.02.2023 | L.A Hamburg | 4 |
| 450 | 19.02.2023 | L.A Riedstadt | 5 |
| 221 | 19.02.2023 | Osnabrück | 6 |
| 190 | 15.02.2023 | Langen | 7 |

اعتذار

اخبار احمدیہ جرمنی کے ماہ دسمبر 2022ء کے شمارہ میں مکرم خواجہ منور احمد صاحب آف گولبازار ربوہ کی وفات کا اعلان شائع ہوا تھا جس میں لواحقین کی طرف سے مہیا کئے گئے کوائف کے مطابق یہ ذکر تھا کہ مرحوم کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ ثالثی فیصلہ جات کی کمیٹی میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس سلسلہ میں نظارت امور عامہ ربوہ سے تحریر موصول ہوئی ہے کہ نظارت امور عامہ ربوہ نے مکرم خواجہ منور احمد صاحب کو ایک دو مرتبہ کسی معاملہ میں تصفیہ کے لئے ثالث مقرر کیا تھا تاہم یہ درست نہیں کہ مرحوم کو خلیفۃ المسیح الثالث اور خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ ثالثی فیصلہ جات کی کمیٹی میں خدمت کا موقع ملا۔ ریکارڈ کی درستی کے لیے ادارہ نظارت امور عامہ ربوہ کا ممنون ہے

پر جگہ میسر نہ تھی۔ جس پر مکرم داؤد عطاء صاحب (پبلک ریلیشن ڈائریکٹر ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی) نے جرمن وزارت خارجہ سے مدد کی درخواست کی۔ انہوں نے پہلے تو معذرت کی مگر بعد میں جرمن وزارت خارجہ کو جرمنی کے سابق وزیر صحت مکرم فلپ روسلر صاحب کا فون موصول ہوا کہ سوئٹزرلینڈ کے 'Constructor group' نے اپنا پرائیویٹ جہاز ترکیہ میں زلزلہ زدگان کی مدد کرنے والی تنظیموں کو ترکیہ پہنچانے کے لیے فراہم کرنے کی پیشکش کی ہے۔ چنانچہ وزارت خارجہ نے فوری طور پر مکرم Philipp Rösler صاحب اور ہیومینیٹی فرسٹ کا آپس میں رابطہ کروا دیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر ز اور ضروری ساز و سامان بذریعہ چارٹرڈ طیارہ بروقت ترکیہ پہنچانے کا انتظام فرما دیا۔ اس ہوائی سفر کے اخراجات Constructor group کے بانی جناب Serg Bell صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ Öznur Bell صاحبہ نے ادا کئے۔ ترکیہ پہنچ کر ہیومینیٹی فرسٹ کی ٹیم کے دو میڈیکل کیپس بن گئے۔ ایک علاقہ کے ترک گورنر نے ایک ایسولینس بھی مہیا کی تا کہ ضرورت مند افراد تک فوری طور پر پہنچا جاسکے، فالحمد للہ علی ذلک۔ ان کیپس میں ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کے ڈاکٹر ز کے علاوہ یو کے، امریکہ، کینیڈا اور دیگر یورپین ممالک سے رضا کار بھی متاثرین کی امداد میں مصروف ہیں۔

ہیومینیٹی فرسٹ بھی انتظامی، مالی اور افرادی قوت کے ساتھ خدمت میں مصروف ہے تاہم ترکیہ میں زلزلہ کے متاثرین کی مدد اور براہ راست خدمت میں ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کو مرکزی کردار ادا کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان خدمات کو قبول فرمائے اور انسانیت کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

زلزلہ زدگان ترکیہ و شام کے لیے عطیہ جات مندرجہ ذیل اکاؤنٹس میں بھجوائے جاسکتے ہیں:

<https://ur.hfspan.de/verheerende-erdbeben-in-der-tuerkei-und-syrien>

IBAN: DE72 5019 0000 0500 2846 76
Verwendungszweck: Disaster Relief, Erdbeben Tuerkei Syrien Februar 2023
PayPal: paypal.me/hfde

علاقے کی ذمہ داری دے دی۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت کا ایک اور نظارہ بھی دیکھنے کو ملا۔ طیبی سامان اور ڈاکٹر ز کو جرمنی سے ترکیہ بھیجنے میں مشکل درپیش تھی کیونکہ کسی جہاز میں فوری طور



تقریبات صدسالہ جوبلی جماعت احمدیہ جرمنی

امسال جماعت احمدیہ جرمنی کی صدسالہ جوبلی کی تقریبات کا ملک بھر میں انعقاد کیا جا رہا ہے۔ ان تقریبات کا آغاز جماعتی روایات کے مطابق تلاوت قرآن کریم سے ہوتا ہے۔ مہمانوں کو جماعت احمدیہ جرمنی کی سوسالہ کاوشوں پر مشتمل دستاویزی ویڈیو کے ذریعہ جماعتی سرگرمیوں کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ جماعتوں کی طرف سے ان تقریبات کی موصول ہونے والی تفصیلی رپورٹس اخبار احمدیہ جرمنی میں شائع کی جا رہی ہیں۔ تاہم فروری 2023ء تک منعقد ہونے والی تقریبات کا جائزہ رپورٹس کے آخر میں جدول کی شکل میں دیا جا رہا ہے۔

Achim Schwickert صاحب ڈسٹرکٹ
ایڈمنسٹریٹر آف ضلع Westerwald نے جماعت کی
کاوشوں کو سراہتے ہوئے مختصر تقاریر کیں جن کا خلاصہ
یہ تھا کہ ہمیں یہ جان کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ جماعت
”محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں“ کے ماٹو کے
ساتھ کس قدر خدمتِ خلق کے کاموں میں اپنی خدمات
پیش کر رہی ہے۔ ہمیں بالکل اسی طرح دنیا میں امن و محبت
کی تعلیم کو فروغ دینے کی ضرورت ہے اور جرمنی کو متحد
کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

مکرم حسنا احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ
جرمنی نے اختتامی کلمات میں مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور
پھر مکرم انصر احمد صاحب مرہبی سلسلہ نے دعا کروائی۔

کلمات سے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ مکرم مدبر احمد خواجہ
صاحب نے (میزبان تقریب) نے تعارفی پریزینٹیشن
پیش کی۔ بعد ازاں مکرم جمیل عکلا صاحب اور مکرم رمیض
عبید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ سے
چند اشعار پیش کئے۔

پھر جناب Hendrik Hering صاحب
پیپلر آف پارلیمنٹ Rheinland-Pfalz،
جناب Karsten Lucke صاحب ممبر آف
یورپین پارلیمنٹ، جناب Björn Schreyer
صاحب کونسلر Bad Marienberg، جناب
Peter Streicher صاحب چیئرمین آف
Neuapostolischen چرچ اور جناب

Bad Marienberg

Stadthalle کے Bad Marienberg
میں مورخہ 18 مارچ 2023ء کو جماعت احمدیہ
جرمنی کے سوسالہ مکمل ہونے پر صدسالہ جوبلی کی تقریب
”محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں“ کے ماٹو
کے تحت منعقد ہوئی۔ ہال کو مجلس خدام الاحمدیہ اور
اطفال الاحمدیہ نے مل کر مکرم مظفر احمد خواجہ صاحب سیکرٹری
امور خارجیہ کی نگرانی میں مختلف معلوماتی پوسٹرز کے ذریعہ
بہت خوبصورتی کے ساتھ سجایا۔ اس پروگرام میں کل
120 مہمانوں نے شرکت کی جن میں متعدد اداروں
کی نمائندگی شامل ہے۔ مکرم عاطف عزیز صاحب صدر
جماعت احمدیہ Bad Marienberg نے افتتاحی

عبدالرؤف صاحب (سیکرٹری ضیافت لمبرگ)، مکرم اسرارالحق صاحب اور مکرم نوید احمد صاحب آف لمبرگ نے ادا کیں۔ کھانے کے بعد مکرم عتیق ملک صاحب قائد مجلس نے اپنی ٹیم کے ساتھ وقار عمل کیا۔

مقامی اخبار Hattersheimer Stadtanzeiger کی مورخہ 16 مارچ 2023ء کی اشاعت میں شائع ہوئی۔ (ملک البصارالحق۔ انچارج تقریب)

مندرجہ ذیل جماعتوں کو کل ادارت میں تقریبات منعقد ہو چکی ہیں

| Nr. | Jamaat | Date |
|-----|---------------------|------------|
| 1 | Höhe | 03.01.2023 |
| 2 | Griesheim | 04.01.2023 |
| 3 | Wittlich-Wengerohr | 11.01.2023 |
| 4 | Frankenthal | 24.01.2023 |
| 5 | Hamburg | 25.01.2023 |
| 6 | Eppertshausen | 25.01.2023 |
| 7 | Bad Nauheim | 25.01.2023 |
| 8 | Ellwangen | 25.01.2023 |
| 9 | Rodgau | 29.01.2023 |
| 10 | Dreieich | 30.01.2023 |
| 11 | Esslingen am Neckar | 31.01.2023 |
| 12 | Heusenstamm | 31.01.2023 |
| 13 | Augsburg | 01.02.2023 |
| 14 | Battenberg (Eder) | 03.02.2023 |
| 15 | Euskirchen | 08.02.2023 |
| 16 | Heppenheim | 08.02.2023 |
| 17 | Lübeck | 09.02.2023 |
| 18 | Freiburg | 11.02.2023 |
| 19 | Mönchengladbach | 11.02.2023 |
| 20 | Berlin | 12.02.2023 |
| 21 | Nidda | 14.02.2023 |
| 22 | Lampertheim | 15.02.2023 |
| 23 | Hannover | 16.02.2023 |
| 24 | Pforzheim | 20.02.2023 |
| 25 | Reutlingen | 23.02.2023 |
| 26 | Groß-Gerau | 25.02.2023 |
| 27 | Offenbach am Main | 27.02.2023 |



Bad Marienberg میں ہونے والی تقریب میں معروف شخصیات کے ساتھ تصویر

جناب Klaus Schindling صاحب میئر ہاٹس ہائم، جناب Hüsamettin Eryilmaz صاحب اور محترمہ Madlen Overdick صاحبہ کی کونسلر بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مکرم حسنت احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی مرکزی نمائندہ کے طور پر شامل ہوئے۔ تقریب کی کارروائی کو افراد جماعت نے اپنے گھروں سے براہ راست بھی دیکھا۔ تقریب کی میزبانی مکرم حشام الحق صاحب سیکرٹری امور خارجیہ ہاٹس ہائم نے کی۔ مکرم حمزہ احمد نصیر صاحب مربی سلسلہ ہاٹس ہائم نے جماعت کی مختلف سرگرمیوں کا تعارف کروایا اور پھر مہمانوں کو سٹیج پر آکر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔ پروگرام کے اختتام پر مقامی مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ جو ملی کی تقریب میں مندرجہ ذیل ممبران جماعت نے خدمات سرانجام دیں۔

مکرم فرحان محمد صاحب (ناظم استقبالیہ)، مکرم صحیب احمد صاحب (منظم استقبالیہ)، مکرم عمر ماہد صاحب ناظم تیاری، مکرم شاہد حسن صاحب ناظم پارکنگ، مکرم وقار سلیم

بعد ازاں جناب Hendrik Hering صاحب نے صد سالہ جو ملی کا کیک کاٹا جس کے بعد کھانے کا بھی انتظام تھا۔ پروگرام کے اختتام پر متعدد مہمانوں نے اپنے زبانی و تحریری تاثرات بیان کئے، ہر ایک نے اظہار کیا کہ اس طرح کے منظم اور پُر لطف پروگرام کم ہی دیکھے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہمیشہ آپ کے ساتھ تعلقات بنائے رکھیں اور جماعت سے متعلقہ مزید تقریبات میں بھی شامل ہوں۔

تقریب میں ضیافت کی خدمات مکرم اصغر صاحب، مکرم بشارت احمد صاحب اور مکرم ثاقب شیخ صاحب نے اپنی ٹیمز کے ساتھ پیش کیں جبکہ مکرمہ سائرہ احمد خواجہ صاحبہ اور مکرمہ ثناء عزیز صاحبہ نے لجنہ ممبرات کے ساتھ ضیافت کا انتظام کیا۔ پروگرام کی تفصیلی خبر اخبار Rhein Zeitung کی اشاعت مورخہ 21 مارچ 2023ء کے صفحہ 22 پر شائع ہوئی۔

(خواجہ مظفر احمد، سیکرٹری امور خارجیہ، Bad Marienberg)

Hattersheim

مورخہ 10 مارچ 2023ء کی شام جماعت احمدیہ ہاٹس ہائم کو صد سالہ جو ملی جماعت احمدیہ جرمنی کی تقریب مقامی Stadthalle میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں کل 106 مہمانوں نے شرکت کی جن میں

جناب Norbert Altenkamp صاحب
ممبر آف پارلیمنٹ (CDU)

جناب Kai Klose صاحب
منسٹر آف انٹیگریشن صوبہ Hessen



وائیں سے دائیں: مکرم حسنت احمد صاحب، مکرم حشام الحق ملک صاحب، جناب Klaus Schindling صاحب، جناب Norbert Altenkamp صاحب، جناب Hüsamettin Eryilmaz صاحب، محترمہ Madlen Overdick صاحبہ، جناب Kai Klose صاحب، مکرم حمزہ احمد نصیر صاحب مربی سلسلہ، مکرم ملک البصارالحق صاحب

خان صاحب صدر جماعت احمدیہ ہاٹس ہائم، مکرم ملک دبیر صاحب شعبہ سیمعی و بصری، مکرم ریان الحق صاحب (معاون)، مکرم باسل ملک صاحب (معاون)۔

ضیافت کی خدمات مکرم طاہر احمد مغل صاحب (سیکرٹری ضیافت ہاٹس ہائم)، مکرم شیخ



فیروز ادیب اکمل، مرینی سلسلہ

نسل پرستی کے خلاف جماعت احمدیہ جرمنی کی مساعی

| نمبر شمار | شہر | تاریخ |
|-----------|-------------|---------------|
| 19 | Saarbrücken | 17-27.03.2023 |
| 20 | Trier | 17-27.03.2023 |
| 21 | Berlin | 17-27.03.2023 |
| 22 | Cottbus | 17-27.03.2023 |
| 23 | Hagen | 21-30.03.2023 |
| 24 | Arnsberg | 21-30.03.2023 |
| 25 | Iserlohn | 21-30.03.2023 |
| 26 | Meschede | 21-30.03.2023 |
| 27 | Nordhorn | 21-30.03.2023 |
| 28 | Paderborn | 21-30.03.2023 |
| 29 | Soest | 21-30.03.2023 |
| 30 | Böblingen | 17-27.03.2023 |
| 31 | Calw | 21-30.03.2023 |
| 32 | Craillsheim | 21-30.03.2023 |
| 33 | Ellwangen | 21-30.03.2023 |
| 34 | Göppingen | 21-30.03.2023 |
| 35 | Ludwigsburg | 17-27.03.2023 |

| نمبر شمار | شہر | تاریخ |
|-----------|----------------|---------------|
| 1 | Lörrach | 17-27.03.2023 |
| 2 | Pforzheim | 21-30.03.2023 |
| 3 | Sinsheim | 17-27.03.2023 |
| 4 | Fürth | 21-30.03.2023 |
| 5 | Kitzingen | 21-30.03.2023 |
| 6 | Freising | 21-30.03.2023 |
| 7 | Gross Gerau | 17-27.03.2023 |
| 8 | Soltau | 21-30.03.2023 |
| 9 | Düren | 21-30.03.2023 |
| 10 | Köln | 17-27.03.2023 |
| 11 | Leverkusen | 21-30.03.2023 |
| 12 | Lüdenscheid | 21-30.03.2023 |
| 13 | Pulheim | 21-30.03.2023 |
| 14 | Ratingen | 17-27.03.2023 |
| 15 | Wuppertal | 17-27.03.2023 |
| 16 | Kaiserslautern | 21-30.03.2023 |
| 17 | Ludwigshafen | 21-30.03.2023 |
| 18 | Mainz | 21-30.03.2023 |

نسل پرستی کے خلاف ہر سال 21 مارچ کو عالمی دن منایا جاتا ہے اور اس دن دنیا بھر میں مختلف قسم کی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جرمنی نے نسل پرستی کے خاتمے کے لئے اس سال دو ہفتے (20 مارچ تا 2 اپریل) مقرر کیے ہیں۔ جماعت احمدیہ جرمنی اُن 67 اداروں میں شامل ہے جو باہمی تعاون کے ذریعہ منظم تحریک چلا کر نسل پرستی کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ ہر سال بذریعہ پوسٹر مہم لاکھوں لوگوں تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچاتی ہے۔ قرآن، احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مشتمل بڑے بڑے پوسٹرز جرمنی کے مختلف شہروں کے عوامی مقامات پر آویزاں کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فلائرز کی تقسیم، پریس کانفرنسز، تبلیغی اسٹالز، ریڈیو پروگرامز اور مہمانوں کے ساتھ باہمی گفتگو کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس سال مندرجہ ذیل شہروں میں پوسٹرز آویزاں کئے جا رہے ہیں:



تاریخ جرمنی

ایک Prince-Elector کے طفیل پناہ گاہ مل گئی۔ وہاں تنہائی میں Luther کو مزید علمی کام کا موقع مل گیا۔ اسی دوران Luther نے اپنا سب سے بڑا کام کر چھوڑا جو شاید reformation جیسی اہمیت کا حامل ہے، یعنی بائبل کا جرمن ترجمہ۔ یوں پہلی مرتبہ عوام کے ہاتھ میں بائبل آئی جو ان کی زبان میں تھی، ورنہ اس سے پہلے تک بائبل صرف یونانی یا لاطینی زبان میں موجود تھی جو صرف کلیسا کے عالم ہی سمجھ سکتے تھے۔ اب وہ پوری بائبل کا مطالعہ کر سکتے تھے یا سن سکتے تھے۔ یاد رہے کہ چھاپا خانوں کا قیام بھی حال ہی میں ہوا تھا اور اس کی بدولت بائبل کی اشاعت بہت تیزی سے ممکن ہو گئی تھی۔

لسانیات کے نقطہ نظر سے بھی Luther کے ترجمے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جسے High-German کہا جاتا ہے یعنی Standard German، وہ بھی بنیادی طور پر Luther کی بائبل کی زبان ہے۔ ورنہ اس زمانے میں جرمن کے کئی لہجے اور dialects موجود تھے اور کوئی standard نہیں تھا۔ لیکن جس زبان میں Luther نے بائبل کا ترجمہ کیا وہی زبان standard بن گئی کیونکہ یہ زبان اب کتابی صورت میں جرمنی بھر میں پھیل چکی تھی۔

(جاری ہے)

حوالہ جات۔

Die kürzeste Geschichte Deutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin
Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin
Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

کہا جاتا ہے کہ Luther نے یہ کاغذات جن پر اس کے اعلامیے درج تھے Wittenberg کے کلیسا کے دروازے پر کیلوں سے ٹھوک دیے تھے، لیکن مورخین اس بات کو قصہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔ بہر حال، یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ Luther کی نیت ان اعلامیوں سے کلیسا کی اصل تعلیم کا دفاع تھا، نہ کہ بغاوت۔ بلکہ یہ اعلامیے انہوں نے ان غلط روشوں کے خلاف لکھے تھے جو کلیسا کے واعظوں اور پادریوں کے عمل میں اب جڑھ پکڑ چکی تھیں۔

تاہم عوام میں یہ 95 اعلامیے فی الفور مقبول ہو گئے۔ عوام بہت عرصے سے کلیسا کے نظام سے اور اس کی دنیا پرست روش سے تنگ تھے، سو انہوں نے ان اعلامیوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور انہیں اپنے دل کی آواز سمجھا۔ ان اعلامیوں میں معافی ناموں پر کڑی تنقید تھی، بلکہ ان کا مکمل رد تھا۔ اس کے بجائے پوپ کے ذریعے شفاعت، انسانی ریاضت، توبہ اور نیک اعمال پر زور دیا گیا تھا۔ اور اسی کو راہ نجات بتایا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس رد عمل کو دیکھتے ہوئے، کلیسا Luther سے خوش نہ تھا۔ سو انہیں جواب طلبی کے لیے حاضر ہونا پڑا۔ لیکن Luther نے اپنے موقف سے ہٹنے سے انکار کر دیا۔ جب یہ مقدمہ سٹ روئی سے جاری تھا تو Luther

نے 1520ء میں مزید تین تحریریں لکھیں جن میں انہوں نے اپنی مذہبی تفہیم کی وضاحت کی۔ ان تحریروں کو Luther کے اپنے کلیسا کے قیام کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ بالآخر کیتھولک چرچ نے Luther کا اخراج کر دیا اور Luther کو آخری وقت میں Wartburg میں

Reformation کی تمہید گزشتہ قسط میں بیان ہوئی تھی۔ اب اس قسط میں ہم Martin Luther اور reformation کی قدرے تفصیل بیان کریں گے۔ Martin Luther کا جنم 1483ء میں جرمنی کے شہر Eisleben میں ہوا۔ Luther نے اپنی جوانی میں Erfurt سے قانون کی تعلیم کامیابی سے مکمل کی۔ تاہم تاریخ بتاتی ہے کہ وہ سفر پر تھے جب ایک ہولناک طوفان نے انہیں آگھیرا۔ اس وقت انہوں نے خدا سے یہ عہد کیا کہ اگر ان کی جان بچ گئی تو وہ راہبانہ زندگی اختیار کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ Erfurt کی ایک Monastery (عیسائیوں کی ایک خانقاہ) میں داخل ہو گئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت، حصول علم کی سعی اور ریاضت میں شدت پیدا ہوتی گئی، لیکن وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے ہمیشہ ایک گناہ گار کی طرح پاتے تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں خصوصاً انصاف کا مضمون ان کی توجہ کا مرکز رہا، کیونکہ وہ یہ مانتے تھے کہ انسان اپنے فطری نقص کی وجہ سے کبھی انصاف پر پوری طرح قائم نہیں ہو سکتا۔ بعد میں ان کے خیالات میں یہ تغیر پیدا ہوا کہ انسان کا انصاف پر قائم ہونا دراصل خدا کی عطا کے بغیر ممکن نہیں۔ اور خدا یہ عطا انسان پر احسان کے طور پر کرتا ہے۔

1517ء میں جب Johann Tetzel نامی ایک عیسائی واعظ نے Saint Peter's Church کے لیے معافی ناموں کی تحریک کی (اس کا ذکر پچھلی قسط میں ہوا تھا)، تو وہ Luther کے لیے مشہور 95 اعلامیے (theses) لکھنے کا محرک ثابت ہوئی۔



ملکی و عالمی خبریں

(منور علی شاہد)

امر کا انکشاف ایک مطالعے میں ہوا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جنگلات میں پودوں کی زیادہ تعداد ایسے پودوں کی ہے جن کی پیداوار حادثاتی طور پر شروع ہوئی تھی جبکہ نصف سے زائد مقامی پودوں کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے۔ رپورٹ میں اس کی وجہ زمین کے استعمال میں تبدیلی بالخصوص زرع زمین میں اضافہ ہونا ہے۔ یہ مطالعاتی رپورٹ دو دہائیوں کی تحقیق کے عرصے پر مشتمل ہے جس کی اشاعت اب کی گئی ہے۔

ایک ہی یورپین ڈیجیٹل شناخت

یورپ بھر میں ایک ہی ڈیجیٹل شناخت کا نظام شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کی بدولت یورپین شہری اپنے شناختی کارڈ کا استعمال کرتے ہوئے کسی بھی یورپین ملک کی تمام ڈیجیٹل سہولیات تک رسائی کر سکے گا۔ اس بات کا فیصلہ یورپین پارلیمنٹ کی کمیٹی برائے انڈسٹری، ریسرچ اینڈ انرجی کے اجلاس میں پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ اس تجویز کے تحت (eLD) ڈیجیٹل شناخت کے تحت شہری اپنے شناختی کارڈ کو استعمال کر سکیں گے، جس کے اندر ان کا برتھ سرٹیفکیٹ اور ڈرائیونگ لائسنس بھی موجود ہوگا۔ اس طرح ہوٹل کی بکنگ اور کار کرایہ پر لینے میں آسانی ہو سکے گی۔ تجویز کے مطابق 2030ء تک 80 فیصد یورپین شہریوں کے پاس یہ سہولت موجود ہونی چاہیے۔

اور متعدد افراد کو زخمی کر دیا تھا۔ یہ چرچ یہوواہ نامی مسیحی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یورپی یونین کی کمشنر برائے امور داخلہ نے بھی فائرنگ کے واقعہ پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اس کو دل ہلا دینے والا قرار دیا۔

جرمنی میں ماحولیاتی تبدیلیوں سے ممکنہ نقصان ایک تازہ ترین تحقیقاتی مطالعے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جرمنی میں ماحولیاتی تبدیلیاں جن میں خشک سالی، شدید گرمی اور سیلاب وغیرہ شامل ہیں، کی بناء پر 2050ء تک 280 ارب تا 900 ارب یورو تک کے نقصانات ہو سکتے ہیں۔ یہ تحقیق مالی اور اقتصادی کمپنیوں پر وگٹس، جی ڈیلو ایس اور انسٹیٹیوٹ فار ایکولو جیکل اکنامک ریسرچ نے مشترکہ طور پر کی ہے۔ اس تحقیقی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے جرمن وزارت اقتصادیات اور وزارت برائے ماحولیات نے کہا کہ اس تحقیق کے مطابق بہت زیادہ گرمی، خشک سالی اور سیلاب 2022ء سے لے کر 2050ء تک جرمنی کو 280 ارب تا 900 ارب یورو کا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

برطانیہ کے جنگلات میں مقامی پودوں کی کمی

ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کے جنگلات میں باہر سے لائے گئے پودوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جبکہ مقامی پودوں کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے۔ اس

جرمنی میں بے وطنوں کی تعداد دو گنا وفاقی جرمن ادارہ برائے شماریات کی ایک رپورٹ کے مطابق جرمنی میں رجسٹرڈ بے وطنوں کی تعداد 2 گنا ہو چکی ہے۔ 13 مارچ کو جاری ہونے والی رپورٹ کے مطابق 2005 سے لے کر 2013ء تک ایسے بے وطن افراد کی تعداد تیرہ ہزار سے 14 ہزار کے درمیان رہی تھی جبکہ 2022ء کے اختتام پر ایسے افراد کی تعداد 29 ہزار 455 ہو چکی تھی۔ یاد رہے کہ بے وطن افراد سے مراد ایسے لوگ لئے جاتے ہیں جن کو کسی بھی ملک کے شہری نہ ہونے کی وجہ سے بے وطن تسلیم کیا گیا ہو۔ گزشتہ سال کے اختتام تک ایسے بے وطن افراد میں تقریباً نصف (48 فیصد) ایسے افراد تھے جن کا تعلق شام سے تھا جہاں وہ پیدا ہوئے تھے مگر اب قانوناً بے وطن ہیں نیز ایسے تمام بے وطن افراد میں ایک چوتھائی کی عمریں 18 سال سے کم تھیں۔

ہمبرگ میں مسیحی عبادت گاہ پر حملہ

جرمن چانسلر اولاف شولس نے ایک ٹویٹ کے ذریعے ہمبرگ میں واقع چرچ پر حملے کو وحشیانہ عمل قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی ٹویٹ میں متاثرہ خاندانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا اور پولیس کی کارکردگی کو سراہا ہے۔ یہ حملہ جمعرات کی رات ہوا تھا، جب چرچ میں ایک تقریب جاری تھی۔ حملہ آور نے گولیوں سے سات افراد کو ہلاک

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرثبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیو ٹیکنالوجی)

کہ اکثر افراد افطار سے ایک یا دو گھنٹے پہلے ورزش کرتے ہیں تاکہ جب وہ ورزش ختم کریں تو وہ کچھ کھا پئ سکیں۔ اس کے علاوہ آپ روزہ افطار کرنے کے بعد بھی ورزش کر سکتے ہیں مثلاً چہل قدمی وغیرہ۔ ماہرین کے مطابق رمضان میں آپ اپنی ورزش کی شدت میں کمی لاسکتے ہیں۔ اس مہینے میں آپ چہل قدمی کرنے، جسم کو مخصوص انداز سے ہلانے، اپنے پیٹ کے پٹوں کو مضبوط کرنے اور اپنے جسم کے پٹھے مستحکم کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ یہ مہینہ بھر پور انداز میں جم کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے³۔

سحری میں دہی کا استعمال

ماہر غذاہیت ڈاکٹر زینب غفور کے مطابق عمومی طور پر ہم سحر و افطار میں صحت بخش غذائیں استعمال نہیں کرتے۔ ان کے مطابق روایتی پکوانوں کے ساتھ ایسی چیزوں کو شامل کرنا ضروری ہے جو ہمیں دن بھر توانائی بحال رکھنے میں معاون ہوں اور دہی اس میں سرفہرست ہے۔

’سحری کے وقت دہی کا استعمال بہت اچھا ہے۔ دودھ سے بنی اشیا سے حاصل ہونے والے بلک پروٹین ہمارے معدے میں بہت دیر تک موجود رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے زیادہ دیر تک بھوک کا احساس نہیں ہوتا۔‘ ان کے مطابق ’دہی میں کچھ ایسے اجزا موجود ہوتے ہیں جو آپ کی پانی کی طلب کو پورا کرنے میں بھی مدد دیتے ہیں کیونکہ اس میں پوٹاشیم ہوتا ہے اور سوڈیم کی مقدار کم ہوتی ہے۔ کچھ لوگ دہی میں چینی یا دیگر چیزیں شامل کر دیتے ہیں وہ شامل نہ کریں تو دہی سحری میں ہماری توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے معاون ہے‘⁴۔

چوہوں پر کیے گئے ایک تجربے میں پایا گیا کہ یہ سپریم کو کچھ گھنٹوں تک بے حس و حرکت کر دیتی ہے جس کی وجہ سے یہ انڈے تک نہیں پہنچ پاتے مگر حتمی نتیجے تک پہنچنے کے لیے کئی مزید ٹیسٹس کی ضرورت ہے۔

چوہوں کے بعد یہ تجربہ خرگوشوں پر کیا جائے گا جس کے بعد انسانوں پر اس دوا کی آزمائش کی جائے گی۔

خواتین کی مانع حمل ادویات کے برعکس یہ دوا ہارمونز کی سطح پر کام نہیں کرتی۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اس نئے طریقے کی خاص بات یہی ہے کہ وہ ٹیسٹوسٹیرون یا کسی دیگر مردانہ ہارمون کو روک کر ان کی کمی کی وجہ نہیں بنے گی۔ اس کے بجائے وہ جس ’سوئچ‘ پر کام کر رہے ہیں

وہ خلیوں کے درمیان سگنل بھیجنے والا ایک پروٹین ہے جس کا نام سویولوبل ایڈینائٹل سائیکلیز یا ایس اے سی ہے۔ یہ تجرباتی مردانہ گولی ایس اے سی کو روک دیتی ہے²۔

رمضان المبارک میں ورزش کیسے کی جائے؟

رمضان میں روزے کے ساتھ ورزش کرنے کے بارے میں سوچنے سے پہلے آپ کو اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ روزہ رکھنے کے باعث آپ کے جسم میں مختلف تبدیلیاں آ رہی ہیں اور توانائی کے لیول فی الحال معمول پر نہیں ہیں۔ تو کیا صرف اس وجہ سے ورزش چھوڑی جاسکتی ہے؟ اس بارہ میں ٹرینر بلال حفیظ اور غذائیات کی ماہر نازیہ قریشی ایک عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔ حفیظ کہتے ہیں



زندگی کے آخری لمحات

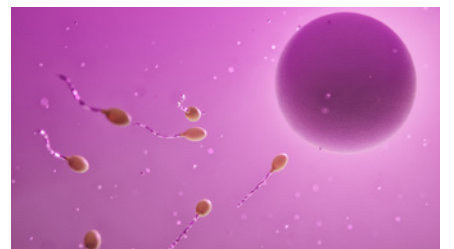
سائنسدانوں کو ایک ’حادثے‘ سے معلوم ہوا ہے کہ موت سے عین پہلے کے لمحات میں ہماری زندگی ہماری آنکھوں کے سامنے سے آخری مرتبہ گزرتی ہے۔



اس نظریے کی ایک جھلک سائنسدانوں کی ایک ٹیم کو اس وقت دکھائی دی جب انھوں نے مرگی (اپنی لیسپی) کے ایک 87 سالہ مریض کے دماغ سے نکلنے والی لہروں کا مشاہدہ کیا۔ جس وقت مذکورہ مریض کے دماغ کی لہروں کو ریکارڈ کیا جا رہا تھا، مریض کو اچانک دل کا دورہ پڑا اور وہ لمحات بھی ریکارڈ ہو گئے جب اس کی موت ہو رہی تھی۔ اس ریکارڈنگ سے انکشاف ہوا کہ دماغ کے غیر فعال ہونے سے 30 سیکنڈ پہلے اور بعد میں، اس شخص کے دماغ میں وہی کچھ ہو رہا تھا جو خواب میں ہوتا ہے یا اس وقت جب ہم زندگی کے پرانے واقعات یاد کر رہے ہوتے ہیں¹۔

مانع حمل سوئچ

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے انسانی جسم میں ایک ایسا ’سوئچ‘ تلاش کر لیا ہے جو سپریم کو تیرنے سے روک سکتا ہے، چنانچہ ان کے مطابق مردوں کی مانع حمل ادویات ایک حقیقت بن سکتی ہیں۔



- 1- www.bbc.com/urdu/science-43367072
- 2- www.bbc.com/urdu/articles/cv2vnk88y7vo
- 3- www.bbc.com/urdu/articles/c29n4673ygw0
- 4- www.bbc.com/urdu/articles/cpvqzndndk4o

میاں محمد یعقوب صاحب

میاں محمد یعقوب صاحب ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب مورخہ 20 دسمبر 2022ء کو بعمر 69 سال بقضائے الہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ یکم جنوری 1953ء کو ضلع فیصل آباد پیدا ہوئے۔ مرحوم حضرت میاں کریم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے آبائی گاؤں میں حاصل کی اور بعد میں ربوہ منتقل ہو گئے۔ 1990ء میں مع اہل و عیال جرمنی آنے کے بعد Seligenstadt میں بطور سیکرٹری مال اور 2007ء سے Rodgau منتقل ہونے کے بعد تا وفات مختلف جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ علاوہ ازیں بطور سیکرٹری سعی و بصری، زعیم انصار اللہ اور امام الصلوٰۃ بھی خدمت کی توفیق پائی۔ حضور انور ﷺ کا خطبہ جمعہ کم از کم دو مرتبہ سنتے تاکہ ہر نصیحت پر عمل کر سکیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، داعی الی اللہ، دعا گو، ملنسار اور بے لوث خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ مطالعہ کتب کا شوق رکھتے تھے اور بچوں کو بھی دین پر عمل کرنے اور خلافت احمدیہ سے پیشہ تعلق کی تلقین کرتے تھے۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ (محمد ادریس، Rodgau)

مکرم عثمان احمد خان صاحب

خاکسار کے ابا جان مکرم عثمان احمد خان صاحب ابن مکرم سلطان احمد صاحب مورخہ 22 دسمبر 2022ء کو بعمر 69 سال بقضائے الہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ستمبر 1988ء میں جرمنی تشریف لائے اور بطور صدر جماعت Kranichstein، سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ سمیت مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ آپ تہجد گزار، مہمان نواز، تلاوت قرآن کریم اور پنجوقتہ نماز کے پابند تھے۔

آپ کی نماز جنازہ مورخہ 26 دسمبر 2022ء کو مکرم عبدالباق طارق صاحب مربی سلسلہ نے ناصر باغ میں پڑھائی اور اگلے روز ریڈ شٹل Goddelau کے مقامی

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

قبرستان میں تدفین ہوئی جس کے بعد مکرم انس جاوید صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے، ایک بیٹی، ایک پوتا، پوتی، دو نواسے اور ایک نواسی یادگار چھوڑے ہیں۔

(بلال احمد خان، Riedstadt)

مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ بنت مکرم سردار خان صاحب مورخہ 25 فروری 2023ء کو بعمر 68 سال Groß-Gerau میں بقضائے الہی وفات پا گئی ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 1986ء میں جرمنی تشریف لائیں۔ خاندان میں احمدیت کا نفوذ چچا کے ذریعہ حضرت مصلح موعودؑ کے دور خلافت میں ہوا۔ آپ مکرم چودھری ظہور صاحب آف نیمبرگ کی چچا زاد بہن اور مکرم افتخار احمد صاحب مربی سلسلہ کی والدہ محترمہ تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، نیک سیرت، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، خلافت سے والہانہ عقیدت رکھنے والی، منکسر المزاج اور خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ بھی تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ 26 فروری 2023ء کو ناصر باغ میں ہوئی جبکہ تدفین یکم مارچ کو Friedhof Groß-Gerau میں عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم حسنت احمد صاحب نائب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے دعا کروائی۔ پسماندگان میں دو بیٹے، تین بیٹیاں، ایک بہن اور شوہر مکرم امتیاز احمد صاحب سوگوار چھوڑے ہیں۔ (افتخار احمد مربی سلسلہ جرمنی)

مکرم فرہاد احمد امینی صاحب

خاکسار کا بیٹا عزیزم فرہاد احمد امینی صاحب مورخہ 26 فروری 2023ء کو 26 سال کی عمر میں بقضائے الہی وفات پا گیا ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 مارچ 2023ء کے آخر میں عزیزم کا ذکر خیر مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

”عزیزم فرہاد احمد جو ارشاد احمد امینی صاحب جرمنی کے بیٹے تھے۔ یہ چھبیس سال کی عمر میں گذشتہ دنوں وفات پا گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ عزیزم فرینکفرٹ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ وقف نوکی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔ وفات سے قبل مجلس خدام الاحمدیہ میں لوکل اور ریجنل سطح پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم انتہائی نیک، خوش مزاج، فرمانبردار اور ملنسار نوجوان تھے۔ جماعتی اور تنظیمی کاموں کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ وفات سے ایک دن قبل ایک جماعتی پروگرام میں سارا دن اور پھر رات کو بھی دیر تک خدمت بجالاتے رہے۔ اگلے دن پھر صبح مسجد میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد خدام الاحمدیہ کی ایک میٹنگ میں شامل ہوئے اور میٹنگ کے اختتام پر اپنے گھر جانے لگے اور اپنی کار کے قریب پہنچے تو وہاں ان کی طبیعت خراب ہوئی شروع ہوئی۔ مربی صاحب نے ان کو اپنے مشن ہاؤس کی کھڑکی سے دیکھا۔ وہ ان کی مدد کے لیے آئے۔ اس عرصے میں یہ اپنی گاڑی میں بیٹھ تو گئے تھے لیکن طبیعت لگتا تھا بہت زیادہ خراب ہوئی۔ ڈاکٹروں نے یہی بتایا کہ اس وقت شدید ہارٹ ایکٹک ہوا ہے۔ تین چار منٹ کے اندر ایسولینس بھی آگئی تھی۔ انہوں نے طبی امداد بھی شروع کر دی تھی۔ تقریباً پینتالیس منٹ انہوں نے کوشش بھی کی لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ عزیزم فرہاد اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے، آمین۔“

مرحوم کی نماز جنازہ حاضر یکم مارچ 2023ء کو ظہر کی نماز کے بعد ناصر باغ جرمنی میں ادا کی گئی اور Friedhof Leeheim میں تدفین عمل میں آئی۔ (ارشاد احمد امینی، ریڈ شٹل جرمنی)

مکرم چودھری افتخار احمد نسیم صاحب

ہمارے ابا جان مکرم چودھری افتخار احمد نسیم صاحب ابن مکرم چودھری فرزند علی صاحب سابق صدر محلہ دارالرحمت غربی ربوہ مورخہ 26 فروری 2023ء کو بعمر 80 سال بقضائے الہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ دارالصدر شمالی ہدیٰ ربوہ میں مقیم تھے۔

آپ کے خاندان میں احمدیت مکرم چودھری فرزند علی صاحب ولد مکرم چودھری حسین بخش صاحب کے ذریعہ آئی جنہیں 1924ء میں بعمر 13 سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔

آپ مکرم طارق افتخار صاحب، مکرم عامر افتخار صاحب اور مکرم حافظ خالد افتخار صاحب ناظم مال وقف جدید ربوہ کے بھی والد محترم تھے۔ آپ کے ایک پوتے مکرم شارق افتخار صاحب بطور مربی سلسلہ جرمنی میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

مرحوم انتہائی خوش اخلاق، ملنسار، دعوت الی اللہ، خدمتِ خلق اور جماعتی خدمت کا جذبہ رکھنے والے تھے۔

مرحوم کی نماز جنازہ 27 فروری کو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مقامی ربوہ نے احاطہ کوارٹرز وقف جدید دارالصدر ربوہ میں پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔ قبر کی تیاری کے بعد مکرم ملک خالد مسعود صاحب صدر مجلس وقف جدید، نائب ناظر اعلیٰ و ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے دعا کرائی۔ (خاور افتخار، سابق سیکرٹری ضیافت جرمنی)

مکرم نعیم اللہ زیروی صاحب

خاکسار کے بہنوئی مکرم نعیم اللہ زیروی صاحب ابن مکرم صوفی کریم بخش زیروی صاحب مورخہ یکم مارچ 2023ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 4 اپریل 1956ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ 1975ء میں

جرمنی تشریف لے آئے۔ ہمبرگ، Husum اور پھر 1984ء سے Babenhausen میں مقیم تھے۔ اپنوں اور غیروں کی مدد، مالی قربانی اور مہمان نوازی کرنے والے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے صدق و وفا کا تعلق تھا۔ جماعتی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر خدمت کرتے۔ 2018ء میں عمرہ کی سعادت پائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم زکریا خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈنمارک کے ہم زلف تھے۔ آپ کی نماز جنازہ اور تدفین Babenhausen کے مقامی قبرستان میں ہوئی۔ (لیئق احمد نیر، مربی سلسلہ ہمبرگ)

مکرم برکات احمد صاحب

خاکسار کے ابا جان مکرم برکات احمد صاحب ابن مکرم صدیق احمد صاحب بعمر 95 سال مورخہ 3 مارچ 2023ء کو فرانکفرٹ میں بقضائے الہی وفات پا گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت محمد ابراہیم صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔ 1990ء میں جرمنی تشریف لائے۔

مرحوم تہجد گزار، پنجوقتہ نماز کے پابند، دعاگو، خلافت کے ساتھ عشق و وفا کا تعلق رکھنے والے انسان تھے۔ آپ کو کچھ عرصہ بطور سیکورٹی گارڈ حضرت مصلح موعودؑ خدمت کی توفیق بھی ملی۔ جرمنی کی متعدد احمدیہ مساجد میں خادم مسجد اور حلقہ مسجد نور فرانکفرٹ میں بطور زعمیم مجلس انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی۔

مرحوم کی تدفین مورخہ 9 مارچ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے، 4 بیٹیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(انتیاز احمد، سیکرٹری مال حلقہ Bornheim)

محترمہ شمینہ کوثر صاحبہ

خاکسار کی امی جان محترمہ شمینہ کوثر صاحبہ بنت مکرم میاں محمد اسماعیل صاحب مورخہ 4 مارچ 2023ء

کو بعمر 60 سال Rüsselsheim جرمنی میں وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ امی جان کے نانا مکرم میاں علی محمد صاحب کے ذریعہ ہوا جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت ملی۔ آپ 1989ء میں جرمنی تشریف لائیں۔ آپ صدر حلقہ لجنہ اماء اللہ رہیں اور متعدد شعبہ جات میں بطور سیکرٹری خدمت کی توفیق بھی پائی۔ صوم و صلوة، تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، نرم مزاج، دعاگو اور خلافت سے والہانہ محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ کو دو مرتبہ عمرہ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ آپ موصیہ تھیں۔

آپ کی نماز جنازہ 8 مارچ 2023ء کو مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے ناصر باغ میں پڑھائی جس کے بعد گروس گیراؤ کے مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بھائی، بہن، دو بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔ (کامل الیاس مربی سلسلہ جرمنی)

عزیزہ زینب مبشر کابلوں صاحبہ

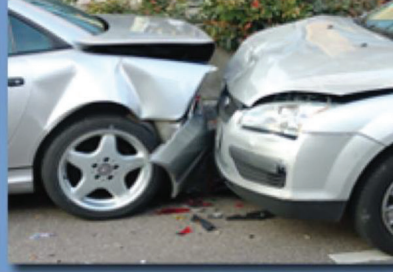
خاکسار کی پوتی عزیزہ زینب مبشر کابلوں صاحبہ بنت مکرم عفان احمد کابلوں صاحب مورخہ 13 مارچ 2023ء کو بعمر 13 سال بقضائے الہی وفات پا گئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بخار اور کمزوری کی وجہ سے اڑھائی ہفتے یونیورسٹی کلینک فرانکفرٹ میں زیر علاج رہی۔ والدین نے عزیزہ کے Organs عطیہ کر دیئے۔ ڈاکٹروں کے مطابق یہ قربانی 9 بچوں کی زندگیاں بچانے کا باعث ہوئی۔ عزیزہ مکرم چودھری مقصود احمد صاحب سابق امیر ضلع سانگھڑ کی نواسی ہے۔

عزیزہ کی نماز جنازہ مورخہ 16 مارچ کو مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے بیت السبوح میں پڑھائی اور اگلے روز فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ قبرستان میں تدفین کے موقع سکول کے اساتذہ اور بچے بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

(مبشر احمد کابلوں فرانکفرٹ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

Ihr KFZ - GUTACHTER



Zafar Khan

Sachverständiger für Kraftfahrzeuge aller Art

آپ کیلئے خاص سہولت! اب ایکسپرنٹ کی صورت میں Gutachten کروانے کے لئے آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر آپ چاہیں تو Vorort-Service کے تحت میں خود آپ کے پاس آ کر آپ کی کار، ٹیکسی یا Sprinter کا Gutachten کروں گا۔ آپ کے وقت اور پیسے کی بچت۔ اپنی زبان میں ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لیے مجھ سے رابطہ کریں۔ آپ کا اپنا Kfz-Gutachter خان -



Frankfurter Str. 135
63303 Dreieich
Tel:06103-9883103
Fax:06103-9883101
Mobil:0172-9825124
E-Mail: kb3eich@gmail.com

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 24

ISSUE 04

APRIL 2023

ISSN : 2627-5090

Tel : +49 6950688722

Fax : +49 6950688722

Editor : Muhammad Ilyas Munir